ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

47

www.tanzeem.org

3تا9ربیع الثانی1440ھ/11تا17دسمبر2018ء

قانونِ الٰہی

قانون خداوندی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا، حد سے باہر نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم۔ قانون الٰہی یہ بھی ہے کہ دنیا میں کسی قوم یا حکمران کو ہمیشہ غلبہ حاصل نہیں ہوتا اور قوموں کے درمیان ایام میں تغیر و تبدل ہوتا رہتا ہے۔ قانونِ قدرت یہ بھی ہے کہ جب تک کوئی قوم خود اپنے اندر تبدیلی کا خیال پیدا نہیں کرتی اس کی حالت تبدیل نہیں ہوتی۔ بہر حال یہ انقلاب برپا ہو کے رہتا ہے کیونکہ قانونِ خداوندی اٹل ہے۔

خرابی ہمیشہ اندر سے واقع ہوتی ہے اور پھر سرطان کی طرح پورے نظام کو لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ جب پھوڑا متعفن ہو جاتا ہے تو پھر نشتر اور آپریشن ناگزیر ہو جاتا ہے، قدرت کا کوڑا برستا ہے اور آنے والی نسلوں کے لئے عبرت کے نشان چھوڑ جاتا ہے۔ یہ کوڑا کبھی چنگیز کی شکل میں نمودار ہوتا ہے، کبھی ہلاکو کی صورت میں، کبھی تیمور کی صورت میں، کبھی نادر شاہ کی صورت میں اور کبھی آپس میں لڑ مرنے کی صورت میں۔ قدرت کی طرف سے یہ عذاب اس وقت نازل ہوتے ہیں جب اصلاح کا جذبہ اجتماعی طور پر ختم ہو جائے یا اصلاح کی طرف متوجہ کرنے والے مٹھی بھر عناصر کی بات نہ سنی جائے بلکہ ان کی تذلیل کی جائے۔

قدرت جلدی نہیں کرتی، ہر قوم کو پورا وقت دیتی ہے، انتظار کرتی ہے۔ آخری اور کاری ضرب اس وقت لگائی جاتی ہے جب خیر کا عنصر قومی جسد سے بالکل خارج ہو جاتا ہے۔ مسلمان حکمرانوں اور قوموں پر ہمیشہ اس وقت زور سے خدائی قہر کا کوڑا برسایا گیا جب ان کے اندر گمراہ کن عقیدے اور بے دینی کے خیالات بہت زیادہ زور پکڑ رہے تھے اور حکمرانوں کو محض ذاتی عشرتوں سے سروکار تھا، عدل و انصاف کے بجائے فسق و فجور اور ظلم و جور کا سکہ رائج ہو گیا تھا۔

سقوطِ بغداد سے سقوطِ ڈھاکہ تک

میاں محمد افضل

اس شمارے میں

سو (100) دن

نکاح کے مراحل

مطالعہ کلام اقبال (97)

ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کی پاسداری کیسے؟

کلمہ حق

بے مثال قائد

ہمیں موت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے!

الھدیٰ (830)

تمہارا محافظ کون ہے؟

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء | بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ | آیات:42 تا 44

قُلْ مَنْ یَّکْلَؤُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ ھُمْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّھِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَھُمْ اٰلِھَۃٌ تَمْنَعُھُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِھِمْ وَلَا ھُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا ھٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَھُمْ حَتّٰی طَالَ عَلَیْھِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا ؕ اَفَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

آیت ۴۲ ﴿قُلْ مَنْ یَّکْلَؤُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ﴾ ’’آپؐ ان سے پوچھئے کہ کون تمہاری حفاظت کرتا ہے رات دن رحمٰن کی طرف سے؟‘‘

یعنی اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے لیے محافظ (Body guards) مقرر کر رکھے ہیں۔ سورۃ الانعام:۶۱ میں فرمایا گیا:’’ کہ وہ فرشتوں کی صورت میں تمہارے لیے محافظ مقرر کرتا ہے۔‘‘ اللہ کو جب تک منظور ہوتا ہے وہ موت سے یا مصائب وحادثات سے خود انسان کی حفاظت کرتا ہے۔

﴿بَلْ ھُمْ عَنْ ذِکْرِ رَبِّھِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾﴾ ’’بلکہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے اعراض کیے ہوئے ہیں۔‘‘

آیت ۴۳ ﴿اَمْ لَھُمْ اٰلِھَۃٌ تَمْنَعُھُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ﴾ ’’کیا ان کے ایسے معبود ہیں ہمارے سوا جو اُن کو بچاتے ہیں؟‘‘

﴿لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِھِمْ وَلَا ھُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾﴾ ’’وہ تو خود اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی وہ ہمارے مقابلے میں ان کی مصاحبت کر سکتے ہیں۔‘‘

یعنی ہمارے مقابلے میں ان کے خود ساختہ معبودوں کی دوستی ان کے کسی کام نہیں آ سکتی۔

آیت ۴۴ ﴿بَلْ مَتَّعْنَا ھٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَھُمْ حَتّٰی طَالَ عَلَیْھِمُ الْعُمُرُ ؕ﴾ ’’لیکن ہم نے (دنیوی) نعمتیں عطا کیں ان کو بھی اور ان کے آباء واَجداد کو بھی‘ یہاں تک کہ ان پر ایک مدت گزر گئی۔‘‘

ہم انہیں مسلسل دنیوی نعمتوں سے نوازتے رہے‘ یہاں تک کہ وہ ان کے عادی ہو گئے‘ انہیں اپنی ملکیت سمجھنے لگے اور ان پر خوب اترانے لگے۔

﴿اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا ؕ﴾ ’’کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آ رہے ہیں؟‘‘

کیا مشرکین مکہ کو یہ ٹھوس حقیقت نظر نہیں آ رہی کہ اس سرزمین میں ان کا اثر ورسوخ روز بروز کم ہو رہا ہے۔ اسلام کا پیغام مسلسل پھیل رہا ہے۔

﴿اَفَھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾﴾ ’’تو کیا (اب بھی وہ سمجھتے ہیں کہ) وہی غالب آنے والے ہیں؟‘‘

یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی کیا ان کا خیال ہے کہ اس کش مکش میں وہی جیتیں گے۔

فرمان نبویؐ

غرور و تکبر

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ))

(متفق علیہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ’’وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا، جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا۔‘‘

تشریح: تکبر کبیرہ گناہ ہے۔ اس سے بچنے کی سخت تاکید ہے۔ تکبر اللہ کی صفت ہے۔ انسان تو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔ اُسے بڑا بول بولنا زیب نہیں دیتا۔ آدمی کو اگر کوئی خوبی ملی ہے تو وہ خالق کی عطا کردہ ہے۔ اس پر بھی وہ تکبر کرتا ہے تو وہ اتنا بڑا مجرم ہے کہ اس کی یہ صفت اُس کو جنت میں جانے سے روک دے گی۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

3 تا 9 ربیع الثانی 1440ھ
11 تا 17 دسمبر 2018ء
جلد 27
شمارہ 47

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سو (100) دن

تحریک انصاف کی سو دن کی حکومت کا جائزہ آج کل زور وشور سے لیا جا رہا ہے۔ اگرچہ دنیا میں کہیں بھی پارلیمانی حکومت کی یہ روایت نہیں ہے کہ حکومت کے پہلے سو دن کی کارکردگی کا تنقیدی جائزہ لیا جائے لیکن یہ رسہ خود عمران خان نے اپنی حکومت کے گلے میں ڈالا ہے۔ یہ سو دن یقیناً ناکامیوں اور کامیابیوں کا ایک بھرپور سفر ہے۔ ہم بھی بعض حکومتی شعبہ جات کا جائزہ غیر جانبداری سے لینے کی کوشش کریں گے:

☆ **تعلیم**: ہمارے نزدیک حکومتی شعبہ جات میں تعلیم کا شعبہ انتہائی اہم ہوتا ہے اور قوم کی تعمیر میں اہم ترین رول ادا کرتا ہے۔ موجودہ حکومت نے انتخابات سے پہلے ہی اس شعبہ کے بارے میں بہت بیان بازی کی تھی اور ملک میں یکساں نصابِ تعلیم کا نعرہ لگایا تھا تو ہم نے اس کی پرزور مگر مشروط حمایت کا اعلان کیا تھا۔ اس حوالے سے کافی نعرہ بازی اب تک جاری ہے لیکن کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا اگر یہ کہا جائے کہ تعلیمی میدان میں اب تک کی حکومتی کارکردگی صفر ہے تو غلط نہ ہوگا۔ امید ہے حکومت جلد اس طرف پیش قدمی کرے گی۔ ہم قارئین ندائے خلافت کے لیے اپنی شرط کا اعادہ کیے دیتے ہیں۔ ہماری گزارش یہ تھی کہ چونکہ دینی تعلیم انسانی کردار کو مثالی اور قابل رشک بنانے کے لیے کلیدی اور اہم ترین رول ادا کرتی ہے پھر یہ کہ مسلمان کی اخروی نجات کا انحصار ایمان اور عمل صالح پر ہے لہٰذا عصری اور دینی تعلیم کا یکساں نصاب ترتیب دیتے ہوئے دینی تعلیم کو غالب نظر آنا چاہیے۔ تعلیمی حوالے سے صرف حکومت خیبر پختونخوا کے اس فیصلے کی تحسین کی جا سکتی ہے کہ وہاں لڑکیوں کے تعلیمی اداروں میں مردوں کی ہر قسم کی شرکت اور مداخلت ختم کر دی گئی ہے۔

☆ **کرپشن**: عمران خان حکومت میں آنے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی کرپشن کے خلاف گلا پھاڑ پھاڑ کر بول رہے ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ معاشی لحاظ سے پاکستان کی تباہی و بربادی کی سب سے بڑی اور شاید واحد وجہ کرپشن ہے۔ 1958ء سے پہلے چند دیانت دار لوگ برسر اقتدار آئے تھے لیکن بعد ازاں بددیانتی بدعنوانی اور دولت کی ہوس نے اس ملک کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں اگرچہ بڑی سطح کی کرپشن میں واضح کمی آئی ہے مگر کرپشن کو ختم کرنے کے لیے بھی عملاً کوئی بڑا اقدم نہیں اٹھایا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں خود نظام سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ عدالتی نظام ایسا ہے کہ مقدمات کو اتنا لٹکا دیا جاتا ہے کہ جزا و سزا سب بے معنی ہو جاتے ہیں۔ قانون میں اتنے سقم ہیں کہ ملزم اپنے وکیل کی مدد سے جیسے چاہے کھلواڑ کرتا رہتا ہے۔ موجودہ حکومت کو چونکہ قانون سازی کے حوالے سے اسمبلیوں میں مطلوبہ اکثریت حاصل نہیں ہے لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ کرپشن کے کینسر سے نجات حاصل کرنے کے لیے صدارتی آرڈیننس سے بھی کام چلایا جانا چاہیے۔ لیکن آرڈیننس کے دائرے کو حتی الامکان محدود رکھنا ہوگا۔

☆ **معیشت**: حکومت کا یہ واویلا اگرچہ درست ہے کہ گزشتہ دس سال میں کرپشن اور بددیانتی نے معیشت کو بری طرح تباہی سے دوچار کر دیا ہے لیکن موجودہ حکومت بھی اس حوالے سے دلیری اور جرأت مندانہ انداز میں فیصلے نہیں کر پا رہی۔ گزشتہ حکومتوں نے بڑی شرح سود پر جو قرضے لیے ہیں ان کے بارے میں عالمی

اداروں سے رابطہ کرنا چاہیے اور ان قرضوں کا آڈٹ ہونا چاہیے اور وہ قرضے جو آڈٹ کے نتیجہ میں ناجائز اور غلط قرار پائیں ان سے اعلان براءت کیا جا سکتا ہے چند لاطینی امریکہ کے ممالک نے یہ کام کیا ہے۔ یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ آج پاکستان کے لوگ قرضوں کے جن پہاڑوں تلے دبے ہوئے ہیں۔ ان قرضوں کو اپنی گردن سے اتارنے کے لیے عمومی اور روایتی طریقوں سے کام چلتا نظر نہیں آتا۔ اگرچہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ پاکستان نے اسلامی ملک ہوتے ہوئے ایٹمی قوت بننے کا جو جرم کیا ہے عالمی قوتیں یہ معاف نہیں کر سکتیں، لہٰذا جو سہولت لاطینی امریکہ کے ممالک کو ملی ہے وہ پاکستان کو نہیں مل سکے گی۔ تحریک انصاف کی حکومت معیشت کے حوالے سے تذبذب کا شکار ہے اور مثبت انداز میں کام کرنے کی بجائے ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہے۔ ایک بے یقینی کی سی کیفیت ہے۔ کبھی آئی ایم ایف کی طرف جا رہے ہیں، کبھی اعلان ہوتا ہے اور کبھی انکار ہوتا ہے۔ روپے کی قدر اور سٹاک ایکسچینج کا گزشتہ چند دنوں میں جو حشر ہوا ہے اس کی مثال ماضی میں بھی نہیں ملتی۔ حکومت میں اعتماد کا فقدان نظر آ رہا ہے۔ البتہ کرنٹ اکاؤنٹ خسارے میں کمی واحد حوصلہ افزا خبر ہے۔

☆ **خارجہ پالیسی:** وزیر خارجہ نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں بھارت کو جس طرح آڑے ہاتھوں لیا ہے وہ یقیناً قابل تعریف ہے اور کشمیر میں کھیلی جانے والی خون کی ہولی اور ظلم وستم کی داستان جس طرح دنیا کے سامنے بیان کی ہے اور بھارت کو بے نقاب کیا ہے وہ ایک عرصہ کے بعد دیکھنے میں آیا ہے۔ کرتارپور راہداری کھول کر بھارت کے خلاف اچھا گول کیا گیا ہے۔ بھارت واضح طور پر بیک فٹ پر چلا گیا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت کی طرح بھارت کو بار بار مذاکرات کی درخواستیں ارسال کی جا رہی ہیں لیکن میاں نواز شریف مذاکرات کی دعوت کے ساتھ ساتھ بھارت کو خوش کرنے کی سرتوڑ کوشش بھی کرتے تھے کبھی دورۂ بھارت کے دوران کشمیری وفد سے ملاقات سے انکار کر کے، کبھی کلبھوشن یادیو کا ذکر زبان پر لانے سے گریز کر کے اور کبھی بدنام زمانہ جندل کو پاکستان میں زبردست پروٹوکول کا مستحق ٹھہرا کر۔ جبکہ موجودہ حکومت بھارت کو مذاکرات کی دعوت دے کر بھارت کو اس کی حیثیت یاد دلاتی رہتی ہے کبھی مذاکرات سے انکار پر مودی کو چھوٹا انسان ہونے کا طعنہ، پھر کرتارپور بارڈر کھولنے کی تقریب میں خالصتان تحریک کے سرکردہ رہنما حامی گوپال چاولہ کو خصوصی دعوت اور پروٹوکول دے کر بھارت کو ایک زبردست سفارتی جھٹکا دیا ہے۔ اس اعلان نے بھی بھارت کو سیخ پا کر دیا ہے کہ اس مرتبہ 5 فروری کو کشمیر کا دن عالمی سطح پر منایا جائے گا اور لندن میں خصوصی تقریب منعقد کی جائے گی۔ خارجہ پالیسی میں کپتان عمران خان نے جو چھکا مارا ہے وہ امریکی صدر ٹرمپ کے ٹویٹ کا جواب اُسی انداز میں دینا ہے۔ اِس سے پہلے کسی پاکستانی حکمران نے امریکی صدر کو یوں ترکی بہ ترکی جواب دینے کی جرأت نہیں کی تھی۔ البتہ وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے افغانستان میں تین امریکیوں کے مارے جانے پر افسوس کا اظہار کر کے کیے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ سوال یہ ہے کہ امریکی افغانستان پر اپنا غاصبانہ قبضہ برقرار رکھنے کے لیے جو افغانیوں کے خون سے ہولی کھیل رہے ہیں کیا وہ قابل افسوس نہیں ہے۔ بہرحال بحیثیت مجموعی خارجہ پالیسی بہتر رُخ اختیار کر رہی ہے۔

☆ ریاستِ مدینہ بنانے کی طرف پیش قدمی۔ اُوپر بیان کیے گئے مسائل اور اُن کے بارے میں تحریک انصاف کی اچھی بُری کارکردگی یقیناً قابلِ ذکر تھی لیکن ہماری اصل دلچسپی بلکہ ترجیح اوّل پاکستان کو ریاستِ مدینہ کی مثل ایک ریاست بنانے کے نعرے کو عملی تعبیر دینے کے حوالے سے تھی۔ ہماری رائے میں اِس معاملے میں خاصی مایوس کن صورت حال رہی یقیناً سو دن میں نظام کو بدلا نہیں جا سکتا لیکن کوئی سمت کا تعین تو کیا ہوتا کوئی ایک قابلِ ذکر قدم تو اُٹھایا ہوتا وہ تو یوں لگتا ہے محض نعرہ ہی تھا۔ اوّل اعتراض تو یہ ہے کہ اگر آپ اپنی تمام تر توجہ سوشل جسٹس پر مبذول کر بھی دیتے ہیں اور اِس کے قیام کو ہی اپنی منزل قرار دے دیتے ہیں نتیجتاً پاکستان میں کرپشن ختم ہو جاتی ہے، عدلیہ حقیقت میں عادل ہو جاتی ہے چھوٹے بڑے سب کے لیے قانون ایک ہو جاتا ہے، تقرری اور تعیناتی سے لے کر تبادلے سب میرٹ پر ہوتے ہیں بچوں اور بے روزگاروں کو وظائف اور شہریوں کا علاج معالجہ مفت کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اچھا ہے اور اسلام کے عین مطابق ہے لیکن یہ تو یورپ خاص طور پر سکینڈے نیوین ممالک میں بھی ہوتا ہے ایسی صورت میں ریاستِ مدینہ کی بجائے ریاست سویڈن کی مثال دی جا سکتی تھی۔ ریاستِ مدینہ تو قرآنی فکر کی بنیاد پر وجود میں آئی تھی۔ قرآن پاک سود کو اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیتا ہے۔ کون انکار کر سکتا ہے کہ سودی نظام انسان کے ہاتھوں انسان کے استحصال کا بدترین ذریعہ ہے۔ اسلام تو ارتکاز دولت اور اُس کے چند ہاتھوں میں گردش کرنے کو غلط قرار دیتا ہے۔ پھر یہ کہ اسلامی معاشرے میں شرم وحیا بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ عریانی اور بے ہودہ لباس پہننے کی قطعی طور پر اجازت نہیں دی جا سکتی۔ حکومت نے اگرچہ فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والی بعض این جی اوز کو ملک بدر کیا ہے لیکن بہت سی ایسی این جی اوز اب بھی موجود ہیں، جنہیں ملک بدر کیا جانا چاہیے۔ اس حوالہ سے ملک کا سیکولر طبقہ اور غیر ملکی قوتیں حکومت پر بہت دباؤ ڈال رہی ہیں کہ اِن این جی اوز کو نہ نکالا جائے۔ لیکن ہماری رائے میں ایسی تمام این جی اوز کا ملک سے مکمل صفایا ہونا چاہیے وگرنہ بے حیائی پھیلتی چلی جائے گی۔

اسلام معاشرے میں پاکیزہ ماحول اور باہمی احترام کی بھی ہدایت دیتا ہے۔ بڑوں بزرگوں کو اولڈ ہومز میں نہیں بلکہ سرآنکھوں پر بٹھانے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن پاک کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانی معاشرے کے اجتماعی گوشوں یعنی سیاست، معیشت اور معاشرت میں اسلام سب سے زیادہ زور معاشرتی طرزِ زندگی کو اللہ اور رسول کے احکام کے عین مطابق کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ایک خاندان کو بنیادی یونٹ قرار دیتا ہے اور اُس کے سربراہ کو خاندان کے راعی کی حیثیت دیتا ہے لہٰذا گھرانے کے ہر فرد کی اصلاح بلکہ صحیح تر الفاظ میں اس کی شخصیت کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا اور اِس حوالہ سے خاندان کے ہر فرد پر نگاہ رکھنا خاندان کے سربراہ کی دینی ذمہ داری ہے۔ یہ اسلام کی بنیاد ہے اِس بنیاد میں اگر کجی آ گئی تو ساری عمارت ٹیڑھی ہو جائے گی جبکہ تحریک انصاف کے منشور میں یا عمران خان کی تقریروں میں معاشرتی زندگی کی اصلاح اور اُسے مدینہ کی ریاست کے مطابق بنانے اور اُس پاکیزہ ماحول کو اپنانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ ہم علی الاعلان یہ عرض کریں گے کہ اگر اسلام کے سماجی اور معاشرتی احکامات کو نظر انداز کرنا ہے تو پھر اِسے مدینہ کی ریاست کا نام دے کر سستی شہرت یا سیاسی سکورنگ کسی صورت سود مند نہیں رہے گی بلکہ ریاست ہی نہیں آپ کی جماعت اور آپ کی ذات کے لیے سخت نقصان دہ رہے گی۔ آپ ایاك نعبد وایاك نستعین کے ساتھ اهدنا الصراط المستقیم بھی کہا کریں، ہم بھی آپ کے لیے دعا کریں گے کہ آپ اسلام کے صحیح تصور کو عملی شکل دینے کی جدوجہد کریں۔ آمین!

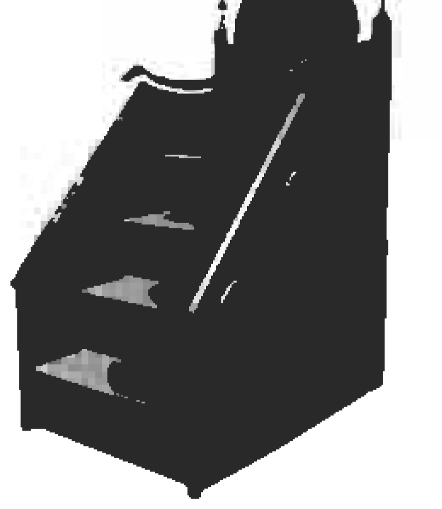

نکاح کے مراحل

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 30 نومبر 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراھیم

محترم قارئین! اس سے قبل ایک شمارے میں ہم نے نکاح سے پہلے کے مراحل کا جائزہ لیا تھا اور اس حوالے سے دینی نقطۂ نظر بھی پیش کیا تھا۔ آج ان شاء اللہ ہم اسی موضوع کو آگے بڑھائیں گے۔ نکاح سے پہلے کے مراحل میں سے ایک منگنی بھی ہے جسے ہمارے ہاں ایک رسم بنالیا گیا ہے حالانکہ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اپنے بڑوں کے ذریعے نکاح کا پیغام بھیج دیا جائے، یہ پیغام خود بھی دیا جاسکتا ہے۔ اگر منظوری آجائے تو اسی کو منگنی کہتے ہیں۔ اس کے لیے باقاعدہ تقریب منعقد کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی لڑکی کی منگنی ہوجائے تو پھر دوسرا کوئی اس لڑکی کے لیے نکاح کا پیغام نہ بھیجے۔ بخاری شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان بھائی کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے جب تک کہ اس کا فیصلہ نہ ہوجائے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نبی اکرم ﷺ کا قول نقل ہوا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی فروخت شدہ چیز پر اپنی چیز نہ بیچے اور کوئی شخص ایسی عورت کو نکاح کا پیغام نہ بھیجے جس کی طرف کسی دوسرے شخص نے نکاح کا پیغام بھیجا ہو۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ ہمارا دین ہم سب کے احساسات اور جذبات کا کتنا خیال رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی منگنی بس اتنی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے شادی کا پیغام بھجوایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔ اس موقع پر نہ کوئی کپڑے کے جوڑے دیے گئے، نہ انگوٹھی دی گئی اور نہ کوئی دوسرے لوازمات کا اہتمام ہوا۔ منگنی کی شرعی حیثیت کے بارے میں قرآن مجید میں ذکر ہے کہ:

”اور تم پر کچھ گناہ نہیں ہے اس میں کہ کنایہ واشارہ میں ظاہر کردو اُن عورتوں سے پیغامِ نکاح یا پوشیدہ رکھو اپنے دلوں میں۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم ان عورتوں کا ذکر کرو گے لیکن ان سے نکاح کا وعدہ نہ کرر کھو چھپ کر سوائے اس کے کہ کوئی بات کہہ دو معروف طریقے سے اور مت باندھو گرہ نکاح کی جب تک کہ قانونِ شریعت اپنی مدت کو نہ پہنچ جائے۔“ (البقرہ:234)

منگنی کی بے جا رسمیں:

شادی کی خودساختہ رسوم کی ابتداء منگنی کی رسم سے ہوجاتی ہے اور بعض نمائش پسند اور فضول خرچ لوگ منگنی پر اتنا خرچ کردیتے ہیں کہ اس خرچے پر کئی غریب بچیوں کا نکاح ہوسکتا ہے۔ لیکن آج کل منگنی کی باقاعدہ رسم منائی جاتی ہے جس میں عورتوں اور مردوں کی مخلوط محفل، دعوت طعام، کپڑوں کے جوڑے اور پھر ان چیزوں میں دونوں خاندانوں کا مقابلہ کہ انہوں نے اتنا دیا ہے تو ہم جواب میں یہ یہ کریں گے۔ نکاح جو صرف سماجی ضرورت نہیں بلکہ شرعی ضرورت اور حکم بھی ہے اس کا آغاز ہی جب نمود ونمائش، احساس برتری اور اللہ کی نافرمانی سے ہوگا تو پھر اگلے معاملات کیسے سیدھے چل سکیں گے؟ اس موقع پر ایک غلطی یہ بھی ہوتی ہے کہ لڑکے کو سونے کی انگوٹھی پہنائی جاتی ہے۔ حالانکہ مرد کو سونا پہننا ہی منع ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک مرد کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ ﷺ نے اس کے ہاتھ سے وہ انگوٹھی اتاری اور دور پھینک دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص آگ کے انگارے ہاتھ میں رکھنا چاہتا ہے تو پس وہ سونے کی انگوٹھی پہن لے۔ یعنی سونے کی کوئی بھی چیز پہننا مرد کے لیے جائز نہیں ہے۔

جہیز کی رسم:

ہمارے معاشرے میں جہیز کی رسم بھی بہت عام ہوچکی ہے۔ بلکہ ایک باپ تو بچی کے پیدا ہوتے ہی اس کے جہیز کے بارے میں سوچنا شروع کردیتا ہے کہ اس کو میں کیسے جہیز دوں گا۔ کیونکہ آج کل معاشی حالات بہت مشکل ہوچکے ہیں اور لوگوں میں یہ غلط فہمی بھی پائی جاتی ہے کہ جہیز سنت رسول ﷺ ہے۔ حالانکہ جہیز سنت رسول ﷺ نہیں ہے۔ بلکہ یہ خالصتاً ہمارے ہندوانہ پس منظر کا شاخسانہ ہے۔ ہندوؤں کے ہاں جہیز اس لیے ہے کہ وراثت میں لڑکی کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اس لیے وہ جب لڑکی کو گھر سے رخصت کرتے تھے تو اس کو کچھ دام دہیج دلا کر رخصت کرتے تھے۔ ہندوؤں میں یہ رواج بھی تھا کہ لڑکی کی شادی دور دراز علاقوں میں کرتے تھے تو پھر راستے میں ڈاکوؤں کا خطرہ ہوتا تھا اس لیے جہیز سے لدے پھندے قافلے جاتے تھے اور یہیں سے پھر بارات کا تصور نکلا۔ حالانکہ اسلام میں نہ بارات کا تصور ہے اور نہ ہی جہیز کا کوئی تصور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری شوہر کے کندھے پر رکھی ہے۔ قرآن میں قصہ آدم وابلیس کے ذیل میں فرمایا:

”تو ہم نے کہا: اے آدمؑ! یقیناً یہ دشمن ہے تمہارا بھی اور تمہاری بیوی کا بھی، تو (دیکھو!) یہ تم دونوں کو کہیں جنت سے نکلوا نہ دے، کہ پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ۔“ (طٰہٰ:117)

یعنی جنت میں کھانے پینے، لباس اور سکونت کی جو سہولتیں بغیر کسی محنت کے حاصل ہیں، جنت سے نکل جانے کی صورت میں ان چاروں چیزوں کے لیے محنت ومشقت کرنی پڑے گی۔ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ تم دونوں مشقت میں پڑ جاؤ گے بلکہ صرف آدم علیہ السلام کو فرمایا کہ تم مشقت

میں پڑ جاؤ گے کیونکہ کھانا، چھت اور کپڑے کی ذمے داری آدم علیہ السلام پر تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تو انسان کو روزِ اول سے ہی بتا دیا کہ عورت کے نان نفقہ کی ذمے داری مرد پر ہوتی ہے اور عورت کو اس محنت اور مشقت سے بچا کر گھر کی ملکہ ہونے کا اعزاز عطا کیا۔ یہ دوسری بات ہے کہ شیطان نے یہ پٹی بھی ان کو پڑھا دی ہے کہ ان کو یہ اعزاز طوقِ غلامی نظر آتا ہے کہ ہمیں گھروں میں قید کر دیا گیا ہے اور وہ اس سے آزاد ہونے کے لیے بے قرار اور مصروفِ جہد ہیں۔

بہر حال جہیز کا بوجھ والد پر نہ قرآن نے ڈالا اور نہ محمد رسول اللہ ﷺ نے ڈالا بلکہ یہ تو جس کا گھر بس رہا ہے اس کی ذمے داری ہے۔ ہمارے دین میں بچی والے پر ایک پائی کا بوجھ نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ یہ سارے بوجھ اتارنے کے لیے آئے تھے۔ سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا اور آپؓ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجی گئیں تو ہم نے ان کے گھر میں اس کے سوا کچھ نہ پایا کہ وہاں ریت بچھی ہوئی تھی ایک تکیہ تھا جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا اور ایک گھڑا اور ایک پانی پینے کا پیالہ تھا۔ یہ کوئی ہماری طرح کا مروجہ جہیز نہ تھا بلکہ انتہائی معمولی قسم کا ضروری سامان تھا یعنی بنیادی ضروریات تھیں اور یہ بھی نبی اکرم ﷺ نے اپنے پیسوں سے نہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیسوں سے خریدا تھا۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی کفالت میں تھے۔ اس لیے انتظام رسول اللہ ﷺ نے کروایا لیکن اس کے لیے خرچ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا۔ قرآن میں اللہ نے فرمایا:

''مرد عورتوں پر حاکم ہیں بہ سبب اُس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہے اور بہ سبب اس کے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال۔'' (النساء:34)

یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ خرچ کرنا لڑکے یا اس کے والدین کا کام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیوی کے حقوق میں یہ بات واضح طور پر متعین فرما دی کہ بیوی خواہ کتنی ہی مالدار کیوں نہ ہو اس کا نان نفقہ ہر صورت میں مرد ادا کرے گا۔ اسی لیے تو پہلے دن سے ہی مہر کی صورت میں کچھ نہ کچھ بیوی کو دلوایا جاتا ہے۔ جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مرد عورت پر خرچ کرے گا۔ عورت مرد پر خرچ کرنے کی پابند نہیں ہے اور نہ ہی لڑکی کے والدین کچھ بھی خرچ کرنے کے پابند ہیں۔

جہیز کی رسم کے نقصانات:

جہیز ایک غیر شرعی فعل، تمدن کے فساد کا ذریعہ اور ہندوانہ رسم ہے۔ اس رسم کی وجہ سے آج شادی بیاہ کی حیثیت ایک تجارت کی سی ہو گئی ہے۔ اس مارکیٹ میں ہر شخص خود کو نیلام کر رہا ہے اور جہاں زیادہ بولی لگائی جاتی ہے وہاں خود کو فروخت کر دیتا ہے۔ آج زیادہ سے زیادہ جہیز مانگنا معاشرے کا معیار اور ایک خوشنما اصول بن چکا ہے اور اس کے حلال ہونے پر جہیزِ فاطمی کو پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اکثر علماء بھی بجائے اس کو روکنے کے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے طور پر بیان کر دیتے ہیں۔ حالانکہ تحقیقی بات یہ ہے کہ اس زمانے میں عرب میں جہیز کا لفظ استعمال ہی نہیں ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ کیا ان کی شادی کے موقع پر کسی جہیز کا تصور ملتا ہے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم کے بیٹے کو اگر دو سونے کی وادیاں مل جائیں تو وہ تیسرے کی بھی خواہش کرے گا۔ آدمی کا پیٹ تو صرف قبر کی مٹی ہی بھرے گی۔ لیکن جو توبہ کر لے اللہ اس کی توبہ قبول کرے گا۔ توبہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر لاعلمی میں ہم سارے یہ حرکتیں کرتے رہے ہیں تو اب ان سے باز آ جائیں۔ لیکن اصل میں یہ کام بیٹے والوں کا ہے کہ وہ کہیں کہ جناب اللہ کے رسول ﷺ سے کوئی جہیز ثابت نہیں ہے لہٰذا ہم جہیز نہیں لیں گے۔ آپ ہمیں بچی دے رہے ہیں یہی بہت بڑا احسان ہے۔ لڑکی والے اگر ایسا کہیں گے تو ان کے لیے مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ یہ لڑکے والوں کا کام ہے کہ وہ آگے بڑھ کر بچی والوں کی مشکلات کو کم کریں۔

جہیز کی خرابیاں آپ کے سامنے ہیں۔ قرض لیا جاتا ہے، باپ بھائی پردیس چلے جاتے ہیں صرف اس لیے کہ لڑکیوں کے لیے جہیز بنا سکیں کیونکہ یہاں کی تنخواہ

پریس ریلیز 7 دسمبر 2018ء

نظریاتی ریاست ہونے کے باوجود پاکستان عملاً اسلامی ریاست نہ بن سکا

پاکستانی قیادت اور پاک فوج کا بھارتی آرمی چیف کو یہ جواب قابلِ تحسین ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور سیکولرازم کا دعوے دار بھارت خود اقلیتوں سے ناروا رویہ اختیار کر کے سیکولرازم کی مٹی پلید کر رہا ہے

حافظ عاکف سعید

نظریاتی ریاست ہونے کے باوجود پاکستان عملاً اسلامی ریاست نہ بن سکا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ دشمن ملک بھارت پاکستان کو سیکولر ہونے کی دعوت اس لیے دے رہا ہے کہ ہم پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست بنانے میں عملاً ناکام رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سیاست دانوں اور فوج کے ترجمان کا بھارتی آرمی چیف کو یہ جواب قابلِ تحسین ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اور سیکولرازم کا دعوے دار بھارت خود اقلیتوں سے ناروا رویہ اختیار کر کے اور ان کی عبادت گاہوں کو مسمار کر کے سیکولرازم کی مٹی پلید کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ریاست پاکستان آئینی طور پر اسلامی ریاست ہے جبکہ عملی طور پر سیکولرازم کی راہ پر گامزن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن ہمارے اس تذبذب سے فائدہ اُٹھا کر ہمیں آئینی اور نظریاتی طور پر بھی سیکولر ہونے کی دعوت دے رہا ہے۔ پاکستان اگر عملی طور پر بھی اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو دشمن کو پاکستان کو یوں سیکولر ملک بننے کی دعوت دینے کی جرأت نہ ہو۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

میں پورا نہیں ہوتا ہے۔اسی طرح لوگ رشوت، چوری یا غبن کا ارتکاب کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور ہمارے ہاں جہالت یہ ہے کہ جہیز کم لانے پر بچی کو طعنے دیے جاتے ہیں۔اس جہیز کی وجہ سے لڑکیوں کو طلاقیں ہو جاتی ہیں، کہیں بیچاری تنگ آ کر خودکشی کر لیتی ہیں۔ہم ہندوستان میں جہیز نہ لانے کی وجہ سے دلہنوں کو جلانے اور قتل کرنے کے واقعات اکثر پڑھتے رہتے ہیں لیکن اب پاکستان میں بھی ایسے واقعات شروع ہو چکے ہیں۔وہ تو ہندو ہیں۔ لاکھوں بتوں کے پجاری، شرم وحیا سے عاری جبکہ ہم تو مسلمان ہیں۔ہم تو اس نبی ﷺ کا دم بھرنے والے ہیں جنہوں نے گیارہ عالی نسب خواتین سے شادی کی مگر آپ ﷺ کے گھر پر وہ گیارہ کی گیارہ بیویاں صرف تین کپڑوں میں آئیں۔کسی کے بارے میں ثبوت نہیں ہے کہ وہ جہیز لے کر آئیں۔ان کے بارے میں کوئی ثبوت نہیں ملتا، نہ کپڑوں کے جوڑے، نہ سونے اور چاندی کے زیورات، نہ بستر، نہ تکیے، نہ پلنگ نہ چادریں، نہ مکان، نہ سواریاں، نہ فرنیچر، نہ برتن حالانکہ ان میں سے اکثر کے والد اپنے قبیلے کے سردار تھے۔خود حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے والد رئیس مکہ تھے۔ دلہن کے گھر سے کھانے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ نے گیارہ شادیاں کیں۔کیا کسی ایک موقع پر بھی دلہن کے گھر میں کوئی کھانے کا اہتمام ہوا؟ آپ ﷺ نے خود ولیمہ کا اہتمام کیا۔وہ بھی انتہائی سادگی کے ساتھ۔ نہ ہزاروں کا مجمع، نہ انواع واقسام کی ڈشوں کا اہتمام، نہ ڈھول ڈھمکا، نہ شور شرابا۔تمام ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ آنحضور ﷺ کی کنواری بیوی تھیں۔ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صاحب ثروت آدمی تھے۔ اگر چاہتے تو نکاح کے موقع پر بہت کچھ دے سکتے تھے لیکن ان کا نکاح بھی سادگی سے ہوا اور رخصتی میں بھی کوئی رسومات وغیرہ نہ تھیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ خود فرماتی ہیں کہ میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی، ماں نے آواز دے کر بلایا، منہ دھلایا اور بال درست کیے۔انصار کی عورتیں انتظار میں تھیں، گھر میں داخل ہوئی تو سب نے مبارکباد دی اور کچھ ہی دیر بعد میری رخصتی ہو گئی۔ نبی اکرم ﷺ کا اُسوہ تو یہ تھا مگر آج ہمارے معاشرے میں بچیاں جہیز کے نام پر جلائی جاتی ہیں اور کچھ خودکشیاں کرتی ہیں۔نہ جانے کیوں یہ سوال دل میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب زندہ درگور کی گئی بچیوں سے سوال ہوگا:

﴿بِاَیِّ ذَنۡۢبٍ قُتِلَتۡ ۚ﴾ ''کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی؟'' (التکویر:9)

اسی طرح اگر انصاف کے اس دن ان مجبور بیٹیوں سے سوال کیا گیا کہ تمہاری جوانیاں کس نے تباہ کیں، تمہیں گناہ کے راستے پر کس نے ڈالا، تمہیں خودسوزی اور خودکشی پر کس نے آمادہ کیا، تمہیں زندگی بھر سسکنے اور تڑپنے اور آہیں بھرنے پر کس نے مجبور کیا تو پھر کہیں ان کی انگلیاں بے دینوں کے ساتھ ساتھ ان دینداروں کی طرف بھی اٹھ جائیں جو معاشرے سے جہیز کی رسم کو ختم کرنے کی بجائے اس کے لیے بری سے بری مثالیں قائم کر کے دکھا رہے ہیں۔اگر انہوں نے یہ مظلومانہ پکار خود احکم الحاکمین کے سامنے پیش کر دی تو پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ کون سرخرو ہوگا اور کون ذلیل ورسوا ہوگا۔

شادی بیاہ میں اصراف:

اسی طرح شادی بیاہ میں لاکھوں کے اخراجات کا رواج چل پڑا ہے جو کہ بالکل بھی ضروری نہیں ہے۔ جو آپ کی حیثیت ہے اس کے مطابق خرچ کریں۔بلکہ دوسروں کو بھی بتائیں کہ ہماری حیثیت اور اوقات یہ ہے۔ ہم اس قدر ہی خرچ کر سکتے ہیں۔اس طریقے سے مسائل کو کم کیا جا سکتا ہے۔لیکن ہمارے معاشرے میں اسراف اور دکھاوا اپنی انتہا کو ہے۔یو کے میں ایک پاکستانی ہیں۔ انہوں نے ایک انٹرویو میں بتایا کہ میں نے اپنی بچی پر چار ملین پاؤنڈ (70 کروڑ) روپے خرچ کیے۔وہ تو امیر تھے انہوں نے خرچ کر دیے لیکن جو غریب ہے وہ کس طرح زیادہ خرچ کر سکتا ہے۔ظاہر ہے مثالیں اوپر کی دیکھی جاتی ہیں، نیچے کی کوئی نہیں دیکھتا۔

پھر جب جہیز اتنے اہتمام سے بنایا ہے تو اس کی نمائش بھی ہوتی ہے۔بسا اوقات اتنے بستر اور جوڑے تیار کر لیے جاتے ہیں جنہیں سالہا سال تک استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔گھر میں رہائش کی تنگی ہو جائے تو ہو جائے لیکن جدید فرنیچر، برتنوں سے بھری ہوئی الماریاں، بستروں اور جوڑوں سے بھرے ہوئے صندوقوں اور پیٹیوں کے لیے بہرحال گنجائش نکالنی ہی پڑے گی۔اکثر لوگ جو مکان کی تنگی سے شاکی رہتے ہیں تو اس کی وجہ افراد خانہ میں اضافہ یا مکان کا چھوٹا ہونا نہیں بلکہ فالتو اور دکھاوے کے سامان کی یہ کثرت ہے۔جس کی کہ دین میں گنجائش ہی نہیں ہے۔ان چیزوں کے لیے شیطان انسان کو اُکساتا ہے۔فرمایا:

''اور فضول میں مال مت اڑاؤ، یقیناً مال کو فضول اڑانے والے شیاطین کے بھائی ہیں۔اور یقیناً شیطان اپنے رب کا بہت ہی ناشکرا ہے۔'' (بنی اسرائیل:26،27)

شادی کی بے جا رسومات کا ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی عبادات ضائع ہو جاتی ہیں۔ان کو عبادات بالخصوص نماز کی کہاں فکر ہوتی ہے کیونکہ یہ سارے اللہ کی ناراضگی والے بوجھ ہم نے اپنے اوپر ڈال رکھے ہیں۔ ہمارے ہاں شادی میں مہندی کی رسم، پیلا رنگ استعمال کرنا، مخلوط اجتماعات منعقد کرنا، مایوں اور گانے اور رقص وغیرہ یہ ساری ہندوانہ رسوم ہیں۔ہم نے جتنی مضبوطی سے ان چیزوں کو تھاما ہوا ہے اتنا ہمیں قرآن وحدیث کو تھامنا چاہیے تھا۔پھر ناچ گانا اور گنگھرو باندھنا جس کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ جس گھر میں گنگھرو اور گھنٹے ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے اور نہ ہی فرشتے ان لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں جو یہ چیزیں استعمال کرتے ہیں۔

''شیطان تمہیں فقر کا اندیشہ دلاتا ہے اور بے حیائی کے کاموں کی ترغیب دیتا ہے۔'' (البقرہ:268)

اسی طریقے سے عورتیں اور مرد شادی کے موقع پر ایک دوسرے کا مذاق اڑاتے ہیں حالانکہ اس بارے میں سورۃ الحجرات میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے کہ:

''اے اہل ایمان! تم میں سے کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں (اسی طرح) عورتیں بھی دوسری عورتوں کا مذاق نہ اڑائیں، ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔'' (الحجرات:11)

لیکن ہمارے ہاں مہندی کی تقریب میں ایک دوسرے کا مذاق اڑانا، برا بھلا کہنا، طنز کرنا رسم بن چکا ہے۔حالانکہ قرآن تو مرد کو مرد کا اور عورت کو عورت کا مذاق اُڑانے سے بھی منع کرتا ہے۔لیکن یہاں معاملہ ہی الٹا ہے کہ اس رسم میں مرد عورتوں اور عورتیں مردوں کا مذاق اُڑاتی ہیں اور اس میں محرم اور غیر محرم کی تفریق بھی ختم ہو جاتی ہے۔

ہوشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ان تمام رسومات سے جان چھڑائی جائے۔نکاح جو ایک نیک عمل ہے اس کو رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق سرانجام دیا جائے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ وہ نکاح بہت اچھا اور بہت بابرکت ہے جس میں خرچہ کم سے کم ہو۔ہمارے لیے اصل اسوہ نبی اکرم ﷺ ہیں، پھر صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم کی شادیوں کا مطالعہ کیجیے اور کوشش کیجیے کہ اس کے مطابق نکاح کی سنت ادا ہو جائے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی 2 3۔ ارض ملکِ خداست

4 در نسازد با تو ایں سنگ و حجر | ایں ز اسبابِ حضر تو در سفر!

اے ابن آدم! یہ دنیاوی سنگ و حجر (یعنی روئے زمین سے نکلے ہوئے ہیرے اور سونا اپنی خام حالت میں پتھر ہی ہیں) یہ سب چیزیں (خالق کائنات کے) اسبابِ حضر (دنیاوی زندگی کا ساز و سامان) ہیں اور اے انسان! تو یہاں (عارضی طور پر ٹھہرا ہوا) مسافر ہے ❶❷

5 اختلاط خفتہ و بیدار چیست؟ | ثابتے را کار با سیار چیست؟

جیسے سوئے ہوئے آدمی اور بیدار آدمی (کے قوائے عمل اور قوت کار) کا باہمی تقابل نہیں ہے اس طرح ٹھہرے ہوئے وجود اور متحرک وجود (کے اعمال) کا کیا تقابل اور مقابلہ یعنی ان کا آپس میں سروکار نہیں ہے

6 حق زمیں را جز متاعِ ما نگفت | ایں متاعِ بے بہا مفت است مفت

حق تعالیٰ (خالق کائنات جل جلالہ) نے اس روئے ارضی کے وسائل کو متاع فرمایا ہے (اور) یہ متاع (اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں) بے قیمت ہے اور تمام اولاد آدم (HUMAN BEINGS) کے لیے مفت ہے

4۔ روئے ارضی کے یہ وسائل اور رنگینیاں انسانی زندگی کی حقیقی ضرورتوں اور تقاضوں سے مطابقت ہی نہیں رکھتے۔ اگر روح کا احساس ہو، ضمیر زندہ ہو اور حقوقِ انسانی کی پاسداری اور ادائیگی کی فکر دامن گیر ہو، ساتھ ہی زندگی کے مراحل بچپن، لڑکپن، جوانی، بڑھاپا (سماعت وبصارت و جسمانی طاقت سے محرومی) اور موت کا یقین ہو تو کون عقل مند انسان سکندر، دارا، قیصر روم اور دیگر فاتحین کی طرح اپنی زندگی ان کاموں میں ضائع کرنے کو تیار ہے یہ دنیا صرف اُن کو پسند آتی ہے جو موت و آخرت وضمیر کو بھلا کر حیوان کی سطح پر گر جاتے ہیں اور حیوان کی موت ہی مرجاتے ہیں درحقیقت دنیا کا سامان تو اس کے لیے ہے جو یہاں مستقل رہائش کا یقین کرلے اور انسان تو اس دنیا میں مسافر ہے اور یہ دنیا ایک سرائے ہے۔ ایک باشعور انسان (جس کی خودی بیدار ہو) کے ساتھ اس دنیا کے وسائل اور رنگینیاں مطابقت ہی نہیں رکھتیں۔

5۔ اے ابن آدم! ذرا خود غور کرو، اپنی اور دنیا کی حقیقت پر نظر کرو بقول اقبال۔

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن

روئے ارضی کی تمام چیزیں جو انسانوں کا دل لبھاتی ہیں اور ایک عظیم اکثریت کو اپنے ربّ اور اپنے آپ سے غافل کیے ہوئے ہیں یہ سب فانی ہیں اور صرف اللہ کی ذات غیر فانی ہے۔ انسان میں روح بھی رُوحِ ربانی کہلاتی ہے اور غیر فانی ہے انسان کا مادی وجود فانی ہے۔ غیر فانی کا فانی سے محبت اور عشق کیا معنی؟ ایک ہی نوع میں ایک شیر سویا ہوا ہے اور ایک جاگ رہا ہے دونوں عملی سرگرمیوں میں برابر نہیں۔ ایک شئے حرکت میں ہے اس کی ایک منزل (آخرت) مقرر ہے اور وہ اس کی طرف جارہی ہے دوسری شئے کھڑی ہے دونوں اپنے مقاصد، کامیابیوں اور فتوحات میں برابر نہیں ہوسکتیں۔

6۔ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کے وسائل (زرعی رقبے، معدنیات، پانی، ہوا وغیرہ) کو سب انسانوں کے لئے بنایا۔ تمام زمینی وسائلِ زندگی اور وسائل رزق تمام انسانوں کے لیے ہیں۔ یہ بھی قرآنی ہدایت ہے کہ تمام انسان اللہ نے پیدا کیے ہیں اور ایک ماں باپ (آدم وحوا علیہما السلام) کی اولاد ہیں لہٰذا ذات، برادری، قبیلہ، پیشہ، رنگ، زبان، نسل کی بنیاد پر کوئی فضیلت نہیں۔ پھر اسلام نے اسی مساوات کو عام کردیا ہے لہٰذا دنیاوی وسائل پر قبضہ، ذاتی جاگیریں، بادشاہتیں اور شہنشاہتیں سب اسلام کے مزاج سے مشروط مطابقت رکھتی ہیں۔ روئے ارضی کے وسائل ہر انسان کے لیے صرف زندہ رہنے کے لیے درکار ہیں ان کا ارتکاز جائز نہیں ہے۔ کم ازکم وسائل رزق ہر انسان کا بنیادی حق ہے جو اُسے ملنا ضروری ہے یہ متاعِ دنیا اللہ کی نگاہ میں بے وقعت اور انسانوں کے لیے مفت ہے۔

❶ ﴿هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾ (البقرہ:129)

''وہی تو ہے جس نے سب چیزیں جو زمین میں ہیں تمہارے لیے پیدا کیں''۔

★ ﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝﴾ (الرحمٰن:26،27)

''جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے اور تمہارے پروردگار کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی''۔

❷ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا لِىْ وَلِلدُّنْيَا، مَا أَنَا فِى الدُّنْيَا اِلَّا كَرَاكِبٍ اسْتَظَلَّ تَحْتَ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) (ترمذی، عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

''مجھے دنیا سے لگاؤ نہیں، میں تو دنیا میں اس راہ چلتے مسافر کی طرح ہوں جو کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے کچھ دیر ٹھہر جائے پھر اس کو چھوڑ کر آگے چلا جائے''۔

ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کی تحریک کمزور پڑنے کی اصل وجہ علماء کے درمیان اختلاف ہے۔ اگر تمام مسالک کے علماء ایک پیج پر آجائیں تو پھر احتجاج طاقتور رہوگا اور حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردے گا: ایوب بیگ مرزا

اس ملک میں وہ نظام قائم کیا جانا چاہیے کہ کسی کو یہاں توہین رسالت کی جرأت ہی نہ ہو: بریگیڈیئر (ر) ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

ناموس رسالت اور ختم نبوت کی پاسداری کیسے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: بحیثیت قوم ہمارے لیے ناموس رسالت کا تحفظ کتنی اہمیت رکھتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ناموس رسالت کا تحفظ مسلمان کے عقیدے میں شامل ہے۔ یعنی اس کی غیرت وحمیت کا ہی صرف تقاضا نہیں ہے بلکہ اس کا عقیدہ ہے کہ وہ ناموس رسالت کا تحفظ کرے۔ اس حوالے سے مسلمانانِ برصغیر نے بڑی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان میں غازی علم دین شہیدؒ تو مشہور ہوگئے تھے لیکن اس کے علاوہ بھی ہندوپاک میں ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں رسالت کی توہین کرنے والے اپنی جان نہیں بچا سکے۔ کیونکہ اس کا تحفظ کرنا ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہے۔ ایک عالم دین کے لیے اس سے بڑھ کر تقاضا ہے، حکومت کے لیے اس سے بڑھ کر تقاضا ہے اور ہر مقتدر شخصیت یا ادارے کے لیے سب سے بڑھ کر ہے۔ ہر وہ شخص جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور وہ مسلمان مرے تو اس کو ناموس رسالت کا عقیدہ رکھنا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان عملی لحاظ سے قرآن اور شریعت سے بہت دور ہوچکا ہے لیکن اس کے اندر حب رسول ﷺ کا جذبہ ابھی بھی موجود ہے۔ موجودہ دور میں اس کی گواہی ایک یہودی نے دی ہے۔ اس نے اسلام پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا ہے جس میں اس نے نتیجہ یہی نکالا کہ مسلمان عملی لحاظ سے اسلام سے دور ہوگیا ہے لیکن ابھی تک اپنے نبی ﷺ سے دور نہیں ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں مسلمانوں میں اور بالخصوص برصغیر کے مسلمانوں میں یہ جذبہ ابھی تک جوان ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: سیکولر لیول پر بھی جو ریاست کا بانی ہوتا ہے یا قوموں کا نجات دہندہ ہوتا ہے اس کو قوموں میں تقدس حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر جارج واشنگٹن نے امریکہ کو آزادی دلوائی لہٰذا امریکی عوام میں اس کا تقدس ہے۔ اسی لیے امریکہ میں جگہ جگہ اس کی تصاویر لگی ہوتی ہیں۔ اسی طرح دینی لیول پر ہر قوم میں رسول سب سے مقدس شخصیت ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا دیا۔ جو رسول کو نہیں مانتے تھے، انہیں برا بھلا بھی کہا جاتا تھا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں میں یہی تو فرق ہے۔ اگر یہودی اور عیسائی رسول اللہ ﷺ کو مان لیں تو وہ مسلمان ہوجائیں گے اگر نہیں مان رہے ہیں تو یہ فرق رہے گا۔ مسلمان اس لیے مسلمان ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اس کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ محبت مسلمان کے ایمان کی نشانی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

> ''تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دل میں اپنے ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ؐ سے محبت نہ ہو۔''

مسلمان کے لیے نبی اکرم ﷺ کی حیثیت کیا ہے؟ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے ذریعے اس کو دین اسلام حاصل ہوا، قرآن ملا، اللہ کی پہچان حاصل ہوئی، آخرت پر اس کا ایمان ویقین نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات سے ملا۔ اس دنیا میں اس کی بھلائی نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے اور آخرت میں ابدی کامیابی کا دارومدار بھی نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ اگر کوئی گناہگار مسلمان بھی ہے تو وہ بھی آخرت میں آپ ﷺ کی شفاعت کی اُمید رکھتا ہے۔ یعنی مسلمان کی دنیوی اور اُخروی کامیابی کا دارومدار ہی نبی اکرم ﷺ پر ایمان اور آپ ﷺ سے محبت پر ہے۔ ایک عیسائی جرمن سفارت کار نیا مسلمان ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ جیسے ہی کوئی مسلمان ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں نبی اکرم ﷺ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

سوال: غیر مسلموں کو توہین رسالت کر کے کیا ملتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: انہیں پتا ہے کہ مسلمان تمام انبیاء کو مانتے ہیں اور اللہ کے بارے میں وہ کچھ کہہ نہیں سکتے کیونکہ ہر مذہب والے اللہ کو کسی نہ کسی شکل میں مانتے ہیں۔ مسلمانوں سے اپنی دشمنی نکالنے کے لیے انہیں صرف رسول اللہ ﷺ کی شخصیت نظر آتی ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا کرتے ہیں۔

سوال: مغرب نے ناموس رسالت کو ایشو کیوں بنایا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: آج کے دور میں باقی مذاہب صرف مراسم عبودیت کی حد تک موجود ہیں۔ ان کے ہاں نظام کا کوئی تصور نہیں ہے لیکن اسلام صرف مذہب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے۔ اسلام میں اللہ کا عطا کردہ نظام ہے جو سیاسی، معاشی اور معاشرتی بنیادوں پر قائم ہوتا ہے۔ انہیں اس نظام سے دشمنی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ان کے مفادات پر زد پڑتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں یہ جذبہ تب ختم ہوسکتا ہے جب ان کے دل سے ان کے نبی ﷺ کی محبت نکال دی جائے گی۔

ایوب بیگ مرزا: اس وقت مسلمان کے پاس ایک ہی شے رہ گئی ہے اور وہ ہے محبت رسول ﷺ۔ اس بات کو تمام غیر مسلم جانتے ہیں لہٰذا وہ اس ''کلمہ'' کو چھڑانا چاہتا ہے جس کے ساتھ مسلمان ابھی تک لٹکا ہوا ہے اور بچا ہوا

ہے۔یعنی اس کی دنیا اور آخرت بچی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: جو عیسائی جرمن سفارت کار مسلمان ہوا تھا اس کا نام مراد ہاک مین ہے۔اس نے کہا کہ آج تمام بڑے مذاہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کو ماننے والے ہیں تو یہ قرآن کی تعلیمات کی بدولت ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس لیے مانتے ہیں کہ قرآن میں ان کا ذکر ہے۔اسی طرح یہودی حضرت موسیٰؑ کو اس لیے مانتے ہیں کہ قرآن میں ان کا ذکر ہے۔اس پر باقاعدہ ریسرچ ہوئی اور پتا چلا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن کے علاوہ باقی تاریخی کتابوں میں بہت کم ملتا ہے۔مراد نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر قرآن نازل نہ ہوتا اور اسلام مذہب نہ ہوتا تو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر چکے ہوتے اور یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کر چکے ہوتے۔اب مسئلہ یہ ہے کہ وہ تو اپنے نبیوں اور رسولوں کا انکار کر سکتے تھے لیکن ان کے لیے اسلام ،قرآن اور نبی اکرم ﷺ کا نزول بہت بڑی مشکل کھڑی کر چکا ہے۔اس وجہ سے وہ مسلمانوں سے بغض رکھے ہوئے ہیں کہ یہ کیوں اپنے نبی ﷺ سے محبت کرتے ہیں۔

سوال: پاکستان میں آج تک ناموس رسالت اور ختم نبوت پر جو حملے ہوئے ہیں ان کا جواب کس طرح دیا گیا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: قیام پاکستان کے بعد یہاں پر انگریز کا قانون ہی چل رہا تھا جس میں مقدس ہستیوں کے تقدس کے حوالے سے 295 کی شق پہلے سے موجود تھی۔پاکستان بننے کے بعد سب سے پہلے ختم نبوت کی تحریک قادیانیوں کے خلاف چلی۔ جو 1953ء میں قادیانیوں کی مشکوک سرگرمیوں کے بعد شروع ہوئی۔لیکن اسے خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی۔لیکن پھر بھٹو کے دور حکومت میں دوبارہ یہ تحریک اُٹھی جو کامیاب ہوئی اور 1974ء میں قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا۔لیکن ان کے خلاف جو قانون سازی ہوئی اس میں بہت سی ایسی خامیاں تھیں جن کی وجہ سے قادیانی یہاں سرگرم رہے۔ لہٰذا ضیاء الحق کے زمانے میں آئین میں 295C کا اضافہ بھی کیا گیا اور قادیانیوں پر بھی اسلامی شعائر کے استعمال پر پابندی لگا دی گئی تھی۔پھر اسی ملک میں ایک غلام احمد پرویز جیسا شخص پیدا ہوا جس نے نبی اکرم ﷺ کی حدیث کا انکار کرنا شروع کر دیا اور لوگوں کو حدیث کے معاملے میں شک میں ڈال دیا۔یعنی ایک آدمی نے ختم نبوت پر نقب لگائی اور دوسرے نے قول رسول ﷺ پر نقب لگائی۔بہر حال اس طرح کی کوششوں کے تدارک کے لیے آئین میں 295C کی شق داخل کی گئی تھی تا کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں کوئی گستاخی نہ کر سکے۔لیکن ہمارے ہاں اس مسئلے کو مختلف فیہ بنا دیا گیا۔سیکولر حضرات یہ کہتے ہیں کہ علماء نے اس مسئلے کو بہت حساس بنایا ہے حالانکہ نبی اکرم ﷺ تو بہت معاف کرنے والے تھے ان کے مزاج میں نرمی تھی۔لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ نبی اکرم ﷺ کی مکی زندگی میں آپ ﷺ نے حکمت کے تحت صحابہؓ کو ہاتھ بندھے رکھنے کا حکم دیا ہوا تھا لیکن جب آپ ﷺ مدینہ ہجرت کر گئے تھے تو اس کے بعد اگر کوئی آپ ﷺ کی ذات پر حملہ کرتا تھا تو صحابہؓ کا طرز عمل اس کے خلاف اتنا شدید ہوتا تھا کہ اس کو جان بچانے کی مہلت نہیں ملتی تھی۔یہاں بھی ہمیں صحابہؓ کا اسوہ دیکھنا ہوگا۔

> نومسلم جرمن سفارت کار مراد ہاک مین نے کہا: ’’اگر قرآن نازل نہ ہوتا تو عیسائی آج تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھول چکے ہوتے اور یہودی موسیٰ علیہ السلام کو بھول چکے ہوتے۔

دراصل ہم نے اپنے کردار میں نبی اکرم ﷺ کے اخلاق نہیں اپنائے۔ہم نے یہ ملک جس بنیاد پر حاصل کیا تھا اس کے مطابق یہاں اسلامی نظام قائم ہونا تھا۔لیکن اس طرف ہم نے کوئی پیش رفت نہیں کی۔اسی طرح توہین رسالت کا قانون ہم نے بنا لیا لیکن اس کو عملی طور پر نافذ نہیں کر سکے۔لہٰذا اس ملک میں وہ نظام قائم کیا جانا چاہیے کہ کسی کو یہاں توہین رسالت کی جرأت ہی نہ ہو۔

ایوب بیگ مرزا: سیکولر حضرات نبی اکرم ﷺ کے عفو ودرگزر کا پہلو بہت نمایاں کرتے ہیں لیکن ان کو آپ ﷺ کے غزوات نظر نہیں آتے۔نبی اکرم ﷺ جب فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے عام معافی کا اعلان کیا تھا لیکن جنہوں نے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کی تھی ان کو معاف نہیں کیا تھا۔ فتنۂ انکار حدیث اور سیکولر حضرات کی باتوں نے بھی یہاں اسلام کو نقصان پہنچایا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے علماء کی آپس میں نااتفاقی نے ان کو یہاں پاؤں جمانے کا موقع فراہم کیا۔قیام پاکستان کے فوراً بعد 1949ء میں قرارداد مقاصد پاس ہوگئی تھی جس کے پاس کرانے میں تمام مسالک کے علماء نے متفقہ طور پر جدوجہد کی تھی اور اللہ نے انہیں کامیابی عطا کی تھی۔اس موقع پر سیکولر حضرات نے کہا تھا کہ اس قرارداد کے پاس ہونے سے آج ہم دنیا کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔اسی طرح 53ء اور 74ء میں بھی ان میں اتفاق تھا۔لیکن اب بدقسمتی سے دوسرے مسائل کے علاوہ توہین رسالت کے حوالے سے یہ آپس میں متفق نظر نہیں آتے۔حالیہ جو آسیہ کا کیس تھا اس کے فیصلے کے حوالے سے یہ ایک پیج پر نظر نہیں آتے جس کی وجہ سے حکومت کو اس معاملے کو گڈ مڈ کرنے میں بڑی سہولت حاصل ہوئی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ واقعتاً یہ سمجھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی ہوئی ہے اور علماء نے اس حوالے سے تحقیق کی ہے۔یہ بھی اطلاعات ہیں کہ بعض علماء نے باقاعدہ وہاں جا کر تحقیق کی ہے اور واقعتاً توہین ہوئی ہے تو پھر ان کو چاہیے تھا کہ وہ ایک پیج پر آتے۔لیکن علماء کا موقف دیکھیے کہ علماء دیوبند کے بڑے بزرگ مفتی رفیع عثمانی صاحب نے کہا ہے کہ قانونی سطح پر دیکھنے کا معاملہ ہے۔ہمارے جذبات اپنی جگہ پر ، فیصلہ بھی غلط ہوسکتا ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ کسی بے گناہ کو سزا مل جائے۔اسی طرح ایک بڑی دینی جماعت نے کہہ دیا کہ اس معاملے میں صرف قانونی جنگ لڑنی چاہیے۔سڑکوں پر نہیں نکلنا چاہیے۔دوسری طرف ایک جماعت سڑکوں پر نکل آئی اور ایک جماعت نے ملین مارچ کیا۔تو علماء کے ان اقدامات کی وجہ سے حکومت کو اقدام کرنے میں بڑی آسانی ہوئی ہے۔میرے خیال میں اگر علماء کوئی ایک طریقہ منتخب کر کے اور متحد ہو کر حکومت سے مطالبہ کریں تو حکومت کی جرأت نہیں ہوسکے گی کہ وہ توہین رسالت کے حوالے سے کسی قسم کی لچک دکھا سکے۔

سوال: اگر کوئی شخص کسی مسلمان کے سامنے گستاخی کرے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان عملی طور پر نہ سہی لیکن آئینی وقانونی طور پر ایک اسلامی ریاست ہے۔اگر کسی مسلمان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی کوئی گستاخی کرے تو اس کا پہلا فرض ہے کہ وہ اس کو پکڑ کر قانون کے حوالے کرے، پھر اس کیس کا تعاقب کیا جائے اس پر گواہیاں دی جائیں اور اس کو سزا تک پہنچایا جائے۔اسلامی ریاست میں کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لے۔

سوال: اگر کوئی اس کا مقدمہ ہی نہ درج کرے تو پھر مسلمان کیا کریں گے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ملک میں 295 سی کا

قانون موجود ہے اور اس پر عمل درآمد کرانے کا ضابطہ بھی موجود ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس مقدمہ میں کچھ مشکلات ہیں کہ کسی ایک آدمی کے کہنے پر ایف آئی آر درج نہیں ہوسکتی بلکہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ پہلے کوئی پولیس افسر اس کی تحقیق کرے گا اور دیکھے گا کہ اس کیس میں کوئی جان ہے تو پھر ایف آئی آر کٹے گی۔ ہمیں قانونی ضابطے کی پیروی کرنی چاہیے۔ میرے سامنے اگر کوئی شخص ایسی بات کرتا ہے تو مجھے چاہیے کہ میں پہلے اس کو سمجھاؤں۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی ان پڑھ، ناسمجھ، پاگل یا ذہنی مریض ہو۔ البتہ کسی نے جان بوجھ کر اور مجھے اشتعال دلانے کے لیے ایسی حرکت کی ہے تو پھر میں ضابطے کے مطابق اس کی شکایت درج کراؤں گا۔

ایوب بیگ مرزا: ہمارے ہاں یہ قانون غلط استعمال بھی بہت ہوا ہے لیکن اس میں ہمارے مقتدر اداروں کا بھی بہت بڑا قصور ہے۔ جب ایک قانون کئی سالوں سے موجود ہے اس کی خلاف ورزی بھی ہوئی ہے۔ پرچے بھی درج ہوئے ہیں لیکن پھر مجرموں کو سزا نہیں ملی تو اس میں ہمارے حکومتی اداروں کی نالائقی ہے اور اس نالائقی کی وجہ سے عوام میں اشتعال پھیلتا ہے۔ کیونکہ اگر ایک دو مجرموں کو سزائیں مل جاتیں تو پھر دوسرے لوگوں کو ایسی حرکت کرنے کی ہمت نہ ہوتی اور دوسری طرف مسلمانوں کا اعتماد بھی بحال رہتا کہ اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو قانون کی زد میں آئے گا اور خود اپنے منطقی انجام تک پہنچ جائے گا۔ لہٰذا کوئی قانون کو ہاتھ میں نہیں لے گا۔

سوال: ہمیں کس طرح کا احتجاج کرنے کا حق ہے جس سے مسلمان اور اسلام بدنام نہ ہوں؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہمارا دین ہمیں حق بات کہنے کا حکم دیتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آپ احتجاج کر رہے ہیں یا آپ کسی کا نقصان کرنا چاہتے ہیں۔ آج کل کا سیکولر نظام بھی احتجاج کا حق دیتا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہمارے آئین میں کوئی شق غلط ہے تو اس کے خلاف بھی آپ احتجاج کر سکتے ہیں۔ لیکن احتجاج کرنے کا مطلب کسی کی جان و مال کا نقصان کرنا نہیں ہے خواہ وہ کسی کی ذاتی چیز ہو یا سرکاری املاک ہوں یا شہریوں کا راستہ روکنا ہو یہ احتجاج نہیں کہلاتا۔ احتجاج ایسا ہو کہ آپ اپنی بات پُرامن ذرائع سے مقتدر حلقوں تک پہنچائیں۔ اگر کوئی دینی مسئلہ ہے تو اس کے سٹیک ہولڈرز کو پہلے ایک پلیٹ فارم پر آنا چاہیے۔ یعنی دینی زعماء پہلے ایک پلیٹ فارم پر آئیں اور مل بیٹھ کر لوگوں کے سامنے اس مسئلے کو رکھیں کہ واقعی یہ دین کا ایک متفقہ مسئلہ ہے۔ پھر وہ متحد ہو کر احتجاج کریں اور احتجاج کے تمام ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے ہر پلیٹ فارم سے احتجاج کرنا چاہیے۔

ایوب بیگ مرزا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ احتجاج میں توڑ پھوڑ کی کوئی گنجائش نہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہماری کوئی حکومت کسی بھی پُرامن احتجاج کو کوئی لفٹ نہیں کراتی جس کی وجہ سے اشتعال پھیلتا ہے۔ اصل میں پُرامن احتجاج میں جان ڈالنے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر وہ بے جان ہوگا تو اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ جان ڈالنے کی لیے بنیادی چیز یہ ہے کہ اگر دینی مسئلہ ہے تو تمام مسالک کے علماء اور وہ تمام ادارے جہاں علماء موجود ہیں وہ سب مل کر ایک پیج پر آجائیں تو پھر وہ احتجاج طاقتور ہوگا اور حکومت کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردے گا۔ توہین رسالت ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام علماء کو ایک پیج پر آکر احتجاج کرنا ہوگا کیونکہ اس کو نظرانداز کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: حالیہ توہین رسالت کے معاملے میں جو دھرنا دیا گیا پھر دوسری طرف پورے ملک میں ایک ایمرجنسی کی کیفیت ہوگئی تھی اور اس میں بہت سارے عام لوگوں کی چیزوں کو نقصان بھی پہنچایا گیا تھا۔ اس میں اس پہلو کو بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا واقعی جو لوگ ناموس رسالت کے لیے احتجاج کر رہے تھے انہوں نے یہ کام کیے یا پھر ان کے احتجاج کی آڑ میں کچھ شرپسندوں نے یہ حرکت کی ہے۔ کیونکہ اس کا امکان بھی موجود ہے۔ اس لیے جو قیادت احتجاج کرتے ہوئے ان چیزوں کو کنٹرول نہیں کرسکتی تو اس کو احتجاج کرنے کا حق نہیں ہے۔

☆☆☆

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(29 نومبر تا 05 دسمبر 2018ء)

جمعرات (29 نومبر) کو صبح 09:00 بجے تا نمازِ ظہر دارالاسلام میں تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ ہفتہ (یکم دسمبر) کو صبح 10:30 تا دوپہر 12:30 بجے دارالاسلام میں تنظیمی مصروفیات رہیں۔ پیر (03 دسمبر) کو صبح 10:30 تا دوپہر 02:15 بجے دارالاسلام میں تنظیمی مصروفیات رہیں۔ قرآن اکیڈمی میں بعد نمازِ عصر آس اکیڈمی کی جانب سے آئے ہوئے ایک نمائندے سے ملاقات کی اور مختلف امور پر خیالات کا تبادلہ ہوا۔ بعد نمازِ مغرب تنظیم اسلامی گجرات کے مقامی امیر ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ منگل (04 دسمبر) کو قرآن اکیڈمی میں صبح 10 تا دوپہر 1 بجے دفتری و منصبی امور نمٹائے اور بعض زیرِ التوا معاملات کو تکمیل تک پہنچایا۔ بعد نمازِ مغرب رجوع الی القرآن کورس (پارٹ I اور پارٹ II) کے ان 15 شرکاء سے تعارفی ملاقات کی جو قرآن اکیڈمی کے ہاسٹل میں مقیم ہیں۔ یہ نشست تقریباً سوا گھنٹے تک جاری رہی، جس دوران سوال و جواب کا سلسلہ بھی ہوا۔ بدھ (05 دسمبر) کو دارالاسلام میں صبح 11 تا دوپہر 1 بجے تنظیم اسلامی کے شعبہ تعلیم و تربیت کے تمام حاضر ذمہ داران کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی۔ اس موقع پر ناظم اعلیٰ بھی موجود تھے۔ شام کو بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں منعقدہ تنظیم اسلامی کے شعبہ نشرواشاعت کے ذمہ داران کے اجلاس کی صدارت کی، جس میں ناظم اعلیٰ بھی شریک ہوئے۔

کلمۂ حق

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

افغانستان میں طالبان حملوں میں 3 امریکی فوجی غزنی میں مارے گئے اور 4 زخمی ہو گئے۔ اس واقعے پر وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی نے رنج والم میں ڈوب کر ایسا جذباتی بیان جاری کیا، جو امریکہ، نیٹو کے بڑوں نے بھی نہ کیا۔ شدید مذمت کرتے ہوئے انہوں نے تہ دل سے اظہارِ ہمدردی اور تعزیت کی ہے پوری قوم اور حکومت پاکستان کی جانب سے۔ یہ احساسات امریکیوں کے خاندانوں اور دوستوں تک پہنچائے گئے کہ ہم زخمیوں کی جلد صحت یابی کے لیے دعا گو ہیں۔ غم کی اس گھڑی میں ہم امریکی حکومت اور ان کے عوام کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے/ شانہ بہ شانہ کھڑے ہیں! (دی نیوز: 27 نومبر)

فدویت کی کوئی انتہا تو ہو! چاپلوسی کرتے ہم ٹرمپ کی توہین آمیز ٹوئیٹس جس کے آخر میں اس نے ہمیں Fools لکھا تھا، کیا ثابت کر دکھانا ضروری تھا؟ وزیر خارجہ کا المیہ یہ ہوا۔ ''دل تو میرا اداس ہے ناصر شہر کیوں سائیں سائیں کرتا ہے'' کے مصداق، انہوں نے امریکی مرنے پر اپنے رنج والم کو پوری قوم کے سر تھوپ ڈالا! اگرچہ اقبال نے کہا تھا:

کافر کی موت پہ بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اس کو مسلماں کی موت مر!

سلالہ پر ہمارے فوجی مار کر امریکہ نے جس ڈھٹائی اور بے حسی کا مظاہرہ کیا تھا وہ ہم بھولے تو نہیں! یہ امریکی کس پُرسے کے مستحق ہیں؟ پاکستانی قوم کے لیے ایسا پیغام قومی وقار کے منافی ہے۔ امتحان تو یہ ہوا کہ دو ہی دن میں امریکہ نے لشکر گاہ پر حملہ کر کے (ہلمند صوبہ) 30 افغان (مسلمان!) شہری شہید کر دیئے، جس میں 16 بچے بھی شامل ہیں اور ابھی ملبے تلے بھی دبے ہیں۔ گزشتہ ایک دہائی کی نسبت اس سال امریکی فضائی حملوں میں سب سے زیادہ افغان شہری مارے گئے ہیں۔ شاہ محمود قریشی کی رگ ہمدردی یہاں کیوں نہ پھڑکی؟ مسلمانوں کے قاتلوں کے مرجانے پر ریاست مدینہ روئے؟ حالانکہ شہریوں کی ہلاکت پر تو اقوام متحدہ اور ماضی کی افغان حکومتیں بھی احتجاج کرتی رہی ہیں۔ ہم کیوں نہ بولے؟ عوام کی طرف سے ایسے بیانات جاری نہ کیا کریں۔ ہمیں تو مرنا اور دوبارہ جی کر اٹھنا ہے۔ نبی ﷺ ہمیں مطلع فرما چکے ہیں کہ آخرت میں تم اس کے ساتھ اٹھو گے، ہو گے جس سے تم محبت رکھو گے۔ ٹرمپوں اور نیٹو کے ساتھ اٹھنا؟ پناہ بخدا! مولانا نور الحق قادری سے پوچھ لیا کریں، ریاست مدینہ کے اوامر و نواہی۔

ادھر ہم سکھوں سے محبت میں مرے جا رہے ہیں۔ المیہ یہ بھی تو ہے کہ ہماری کرکٹ ٹیم نما سیاسی قیادت تاریخ پر بھی کما حقہ عبور نہیں رکھتی۔ سکھوں کو صرف سکھوں بارے گھڑے گئے لطائف کے حوالے ہی سے جانتے ہیں، یہی مبلغ علم ہے۔ اتنا بڑا فیصلہ بلا ویزہ، اپنی جان کے درپے بھارت کے ساتھ کھولنے کا صرف ایک کرکٹر بھارتی وزیر سے ملاقات پر سرگوشیوں اور فرمائشوں پر بالا بالا طے ہو گیا؟ معاملہ صرف سکھوں کا نہیں۔ بھارت اور ہمارے مابین کشیدہ تعلقات، کنٹرول لائن کی مسلسل خلاف ورزیوں، دریاؤں کے پانیوں اور مقبوضہ کشمیر میں ہماری شہ رگ پر جبر وظلم کی اندھیر نگری مچانے جیسے بنیادی حل طلب تنازعات کا معاملہ ہے۔ ہماری طرف سے اتنی بھاری یک طرفہ نوازش پر بھی متکبر بھارت کے نتھنوں سے بچھو ہی جھڑ رہے ہیں۔ شکر گزاری کی بجائے، پوری ڈھٹائی سے ان کی وزیر خارجہ نے نہ صرف آنے سے انکار کیا بلکہ بھارتی وزیر بارے (جو آ گئے) فرمایا کہ وہ اپنی ذاتی حیثیت میں آئے ہیں۔ سارک کانفرنس میں شرکت کی دعوت مسترد کی۔ نیز یہ بھی کہ راہداری کھلنے کا مطلب دو طرفہ مذاکرات کا آغاز نہیں۔

ادھر آپ یکطرفہ خیر سگالیاں (ہمیشہ کی طرح) لٹا رہے ہیں، اُدھر ایودھیا میں انتہا پسند ہندو ریلے بابری مسجد کی جگہ رام مندر کی تعمیر کے لیے نعرہ زن ہیں۔ دوسری جانب کشمیری اپنی زخمی آنکھیں اور لہولہان نوجوان سنبھال رہے اور جنازے اٹھا رہے ہیں۔ یہ بھی نہ بھولیں کہ ماضی کے خالصتان کے نقشوں میں یہ گوردوارے موجود ہیں۔ ان کی حقیقی وفاداری ہندوستان سے ہے، آپ سے نہیں۔ رنجیت سنگھ کا دورِ حکومت تاریخ سے نکال کر پڑھ لیں۔ نیز پاکستان بنتے وقت ہمارے مشرقی پنجاب سے ہجرت کر کے آنے والے خاندانوں پر کیا بیتی۔ آج تو پوری دنیا کی فضا مسلم دشمن ہے، لہٰذا پھونک پھونک کر چلنے کی ضرورت ہے۔ چینی سفارتخانے پر حملہ اور اس میں را کا کردار حالیہ چرکا ہے۔ کتنی بار ایک سوراخ سے ڈسے جانے کا ارادہ ہے؟ فارن پالیسی، ایسے منصوبے، گہری سوچ بچار تدبر تحمل کے متقاضی ہوتے ہیں۔ ایک راہداری (سی پیک) سے عہدہ برآ ہونے نہیں پا رہے، ایک اور پٹارا نیا اچانک کھول کر بیٹھ گئے ہیں۔ نہ اگلے بن پڑے نہ نگلے۔ ہم تو پہلے بھی سکھ یاتریوں کا بھرپور خیر مقدم کرتے، انہیں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کرتے رہے ہیں۔ اس گوردوارے پر بھی کروڑوں روپیہ ٹیکس دہندگان کا، اس کی آرائش دیکھ بھال پر لگایا جا چکا ہے۔ یہ تو بھارت ہے جہاں ہمارے زائرین رلتے ہیں۔ یہ خدشہ بھی بے جا نہیں کہ یہ اچانک بہ عجلت فیصلہ گورداسپور میں قادیان واقع ہونے کی بنا پر ہے۔ اس پر قادیانیوں میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ یہ نئی نویلی حکومت اسی طرح دیکھی جا رہی ہے جیسے نو بیاہتا دلہن کے طور طریقے دیکھے جاتے ہیں۔ تشویش کیوں نہ ہو کہ عاطف میاں، آسیہ، اسرائیلی طیاروں کے بعد اچانک یہ سکھ فیصلہ بھی سامنے آ گیا؟ نظریاتی حوالے سے ریاست مدینہ کے مجذوبانہ نعرے بیچ میں لگاتے رہنے سے آنکھوں میں دھول جھونکنا ممکن نہیں۔ بعد المشرقین ہے دعوؤں اور تکلیف دہ حقائق میں! سو یہ نعرہ لپیٹ دیجئے یا تاریخ پڑھ لیں اور موازنہ کر دیکھیں۔

ریاست مدینہ کے حوالے سے انسانی حقوق کا ایک اذیت ناک باب ہے جو یہاں توجہ طلب ہے۔ شیریں مزاری توجہ فرمائیں۔ خصوصاً وزیر اعظم کے حالیہ بیان بابت پرائی جنگ کبھی نہ لڑنے کے عزم کے حوالے سے۔ یوٹرن، سکہ رائج الوقت ہے تو اس جنگ کے بدترین اثرات میں سے ایک جبری گمشدگیوں، اغوا کاریوں، پولیس مقابلوں کا شرمناک، الم ناک باب بھی ہے، جس پر عالمی انسانی حقوق کے ادارے بھی ہمیں متوجہ کرتے رہتے ہیں۔ وزارت انسانی حقوق، 11 نومبر 2018ء کی ڈان اخبار میں ریما عمر (قانونی مشیر برائے انٹرنیشنل کمیشن آف جیورسٹس) کا مضمون بہ عنوان ملٹری جسٹس ملاحظہ فرمائیے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پشاور ہائی کورٹ نے گزشتہ ماہ 70 افراد کی سزائیں معطل کر کے انہیں رہا کرنے کا حکم صادر کیا ہے۔ ان پر فوجی عدالتوں نے سزائے موت کا حکم لگایا تھا۔

ہائی کورٹ نے عملاً ان کے خلاف شہادت سرے سے موجود نہ ہونے، اپنے دفاع کے لیے آزادانہ پرائیویٹ وکیل کا حق نہ دیئے جانے، مشکوک اقراری بیانات پر سزا دیئے جانے پر، یہ فیصلہ دیا۔ جبکہ تمام اقراری بیانات میں ایک ہی شخص کی تحریر، (70 سے زائد افراد) یکساں انداز میں، ایک ہی لب ولہجہ لیے ہوئے تھی۔ ان سب کو پنجاب سے ایک ہی وکیل دیا گیا تھا۔ بنیادی قانونی حق، کہ وہ آزادانہ اپنے وکیل کے ذریعے حق دفاع رکھتے ہوں، سے محروم رکھا گیا۔ عدالت کے مطابق یہ وکیل صرف ایک ''ڈمی'' تھا اور مقدمات کی یہ کارروائی کلیتاً پراسیکوشن کا شو تھا۔ ان میں سے کتنے ہی وہ افراد ہیں جنہیں 2009ء تک سے سکیورٹی اہلکاروں نے اٹھا کر، ان فوجی مقدمات سے پیشتر طویل خفیہ تحویل میں رکھا۔ پشاور ہائی کورٹ کا مفصل فیصلہ اور اس پر ریماعمر کی رپورٹ مشکل حالات میں گھری قوم کی فوج کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ اس کی درستگی سویلین حکومت پر ایک بھاری قرض ہے۔ اب یہ کیس سپریم کورٹ کے پاس ہے، جس نے اپیل کی سماعت ہونے تک ملزمان کی رہائی (پشاور ہائی کورٹ) پر عمل درآمد روک دیا ہے۔

آمنہ جنجوعہ، عمران خان کے بلند ارادوں سے حوصلہ پاکر غمزدہ، بے یارو مددگار نیم بیوہ کی گئی خواتین، بوڑھے والدین اور باپوں کی دید کو ترستے بچے لیے مظاہرے کے لیے نکلیں۔ امید ہے حکومت نے جس دردمندی دلسوزی کا مظاہرہ آسیہ مسیح کے لیے (بے جا) کیا تھا، اپنے مظلوم شہریوں کی دادرسی بھی کرے گی۔ نیز مزید ایسے اغوا کاری اور جبری لاپتگی کے واقعات کی مکمل روک تھام کی جائے۔ مثلاً حال ہی میں کراچی سے صحافی نصر اللہ چوہدری کا اٹھایا جانا متنازع لٹریچر کی آڑ میں۔ صحافی پڑھنے لکھنے والے لوگ ہوتے ہیں (ہونے بھی چاہئیں)۔ ان کے گھروں میں دنیا بھر کے کتب ورسائل ہوتے ہیں۔ مضحکہ خیز جہالت ہے کہ فحش لٹریچر تو متنازع نہ ہو۔ کارل مارکس، ہندومت، بدھ مت کی کتب پر اعتراض نہ ہو۔ جہاد پر مبنی، قرآن وحدیث والے کتب ورسائل متنازع اور لائق لاپتگی قرار پائیں؟ وزیراعظم کے حکم کے مطابق اس پرائی جنگ کے پھیر سے نکل آئیں۔

''تم میں سے کسی شخص کا کلمۂ حق کہنا اور باطل کو مسترد کرنے کے لیے دلائل دینا اور اپنی جدوجہد سے حق کی نصرت کا اہتمام کرنا میرے (ﷺ) ساتھ ہجرت کرنے سے بھی افضل ہے۔'' (حدیث نبوی ﷺ)

رفقاء متوجہ ہوں

''مرکز تنظیم اسلامی حلقہ لاہور شرقی
67-A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور'' میں
23 تا 29 دسمبر 2018ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء ونقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

28 تا 30 دسمبر 2018ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار)
کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء
اور امراء ونقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-9411795 / 042-36366638

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت (042)35473375-79

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، زیر تعلیم ٹیکسٹائل ڈیزائنگ، قد "3.'5، دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0336-0468456

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، الیکٹرانک انجینئر، برسر روزگار کے لیے تعلیم یافتہ، دینی مزاج کی حامل فیملی سے رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0336-0468456

☆ مبتدی رفیق کی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ماسٹرز کامرس، دینی مزاج کی حامل، اُمور خانہ داری میں ماہر۔ حیدرآباد یا کراچی سے دینی مزاج رکھنے والے لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکے کے والدین رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0305-5461199

بے مثال قائد

مولانا محمد اسلم رحمہ اللہ

حضرات! دنیا کی مختلف قوموں میں بے شمار قائدین گزرے ہیں اور اب بھی ہیں لیکن ایسا قائد جس کی سیرت بے داغ ہو، ایسا قائد جس کی نجی اور عوامی زندگی میں کوئی فرق نہ ہو، ایسا قائد جو کچھ دوسروں سے کہتا ہو سب سے پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھاتا ہو، ایسا قائد جو میدان جنگ کا شاہ سوار بھی ہو اور زاہد شب زندہ دار بھی ہو، ایسا قائد جو کئی کئی دن بھوکا رہ کر گزار دیتا ہو، ایسا قائد جس نے زندگی بھر کسی کا حق نہیں کھایا ہو، ایسا قائد جو بیک وقت مصلے کا امام بھی ہو اور منبر کا خطیب بھی ہو، قاضی القضاۃ بھی ہو، یتیموں کا مربی بھی ہو، یونیورسٹی کا معلم بھی ہو، مریدوں کا پیر بھی ہو، کئی بیویوں کا شوہر بھی ہو اور بچوں کا باپ بھی ہو اور سب کے حقوق برابر ادا کرتا ہو اور کسی کو شکایت کا موقع نہ دیتا ہو، ایسا قائد جو گالیوں کے جواب میں دعائیں دے، جو راستے میں کانٹے بکھیرنے والوں پر پھول برسائے اور پتھر مارنے والوں کو گلدستے پیش کرے، ایسا قائد جو چٹائی پر سوتا ہو اور گھر کے کام کاج خود کرتا ہو، ایسا قائد جو اپنے ساتھیوں کی معمولی تکلیف پر تڑپ اُٹھتا ہو، ایسا قائد جو ہر اجتماعی کام میں کارکنوں کے ساتھ برابر کا شریک ہوتا ہو اگر کارکن تعمیر کے لیے گارا اُٹھائے تو وہ پتھر اُٹھائے، اگر کارکن آٹا گوندھیں تو وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائے، آپ کو میں دعوت دیتا ہوں کہ تاریخی کتابوں کا مطالعہ کر لیجیے، ملکوں اور شہروں میں پھر جایئے، لیڈروں اور رہنماؤں کا انتخاب کر لیجیے اور پھر مجھے بتایئے کہ موجودہ و گزشتہ قوموں اور جماعتوں میں آپ کو کوئی ایسا قائد اور رہنما دکھائی دیتا ہے جس میں یہ ساری صفات پائی جاتی ہوں؟ میں پورے اعتماد کے ساتھ، پورے یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ آپ کو پوری انسانی تاریخ میں کوئی ایسا قائد نہیں ملے گا جس میں یہ ساری صفات پائی جاتی ہوں۔ کوئی عابد و زاہد تو ہوگا مجاہد نہیں ہوگا، کوئی مجاہد ہوگا مگر اس کی سیرت میں زہد و تقویٰ کا پہلو کمزور ہوگا، کوئی مربی اور معلم تو ہوگا لیکن جہانبان نہیں ہوگا، کوئی جہانبانی کا فن جانتا ہوگا لیکن تعلیم و تربیت سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ آپ کو ایسے ایسے قائد ملیں گے جن کی نجی اور عوامی زندگی میں بڑا فرق ہوگا ان پر منافقت کا غلبہ ہوگا، وہ کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہوں گے، آپ کو ایسے قائد ملیں گے جو خود عیاشیاں کرتے ہوں گے لیکن ان کے پیروکار بھوک سے ایڑیاں رگڑتے ہوں گے، مگر میں آپ کو انسانی تاریخ میں ایک ایسے قائد کا نام بتا سکتا ہوں جس میں وہ ساری صفات پائی جاتی ہیں جن کا میں نے شروع میں تذکرہ کیا ہے۔ آپ مشہور قائدین کے نام لیتے جایئے اور انگلی رکھ کر ان کا شمار کرتے جایئے۔ اگر آپ کے اندر تعصب اور عناد نہ ہوا تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ آپ کی انگلی ایک مقدس نام پر آ کر رک جائے گی اور وہ نام محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کا نہیں ہوگا۔ اس نام کی بے مثال اور بے داغ قیادت پر مسلم اور غیر مسلم سب کا اتفاق ہے۔

کچھ عرصہ پہلے ایک عیسائی اخبار نویس نے دنیا بھر کے صحافیوں اور قلم کاروں کو دعوت دی تھی کہ اپنی اپنی پسندیدہ شخصیت پر مضمون لکھ کر بھیجیں جو شخصیت ساری انسانی برادری کے لیے واجب الاحترام ہو اور جس کے کمالات اور اخلاق کا سب اعتراف کرتے ہوں جب اسے سب مضامین وصول ہو گئے تو وہ ان کے مطالعہ کے بعد یہ کہنے پر مجبور ہو گیا تھا کہ ”میں نے لقمان کی دانائی پڑھی، میں نے ارسطو کی منطق اور فلسفہ پڑھا، میں نے بوعلی سینا کی حذاقت و طبابت پڑھی، میں نے رستم و سہراب کا جائزہ لیا، میں نے لینن اور کارل مارکس کے فارمولے پڑھے، میں نے مشرق و مغرب کی ساری لیڈر شپ اور عرب و عجم کے تمام لیڈروں کا جائزہ لیا لیکن مجھے ایسا قائد جس کی شخصیت کا ہر پہلو بے داغ اور محبوب ہو جس سے اپنے اور پرائے محبت کرنے پر مجبور ہو جائیں ان میں سے سوائے محمد عربی ﷺ کے کوئی نظر نہیں آتا اس لیے کہ دوسرے کسی میں اگر کوئی خوبی نظر آتی ہے تو وہ وقتی ہے علاقائی ہے یا اس کی اپنی قوم سے تعلق رکھتی ہے اور محدود ہے۔“

یہ صرف ایک عیسائی اخبار نویس کی رائے نہیں ہے بلکہ دنیا بھر کے تمام غیر متعصب اور حقیقت پسند انسانوں کا متفقہ فیصلہ یہی ہے۔

میرے دوستو! جب آپ بھی مانتے ہیں اور ساری دنیا کے بڑے بڑے غیر جانبدار مفکر بھی مانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ ایک بے مثال قائد ہیں تو پھر آخر کیا وجہ ہے کہ ہم حضور ﷺ کی قیادت کو چھوڑ کر ایروں، غیروں کے پیچھے پڑ کر اپنا وقت اور صلاحیتیں ضائع کر رہے ہیں؟ کیا ہمارے لیے یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ہم اپنے دور کے بعض مکار اور جھوٹے لیڈروں پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں؟ لیکن دنیا اور آخرت کے سب سے بہترین اور بے مثال قائد کی غلامی میں ہمیں حیا آتی ہے۔ میرے ساتھیو! آج دنیا قیادت کی محرومی کا شکار ہے کوئی اچھا اور صاحب کردار قائد نہیں ملتا لیکن اگر ہم محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت کو دل و جان سے تسلیم کر لیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی غلامی اختیار کر لیں تو قیادت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور ہماری دنیا اور آخرت بھی سنور جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے لیڈروں کو قائد بے مثال اور حقیقی قائد اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کی قیادت تسلیم کرنے کی سعادت بخشے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم چشتیاں کے مبتدی رفیق محمد زبیر کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0334-7103580

☆ حلقہ پنجاب شرقی، ہارون آباد غربی کے ملتزم رفیق حاجی محمد اختر منیر کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0332-7033925

☆ حلقہ گوجرانوالہ، پھالیہ کے رفیق محترم حامد نواز کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7556955

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

ہمیں موت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے!

(مشہور داعی اسلام حاجی محمد عبدالوہابؒ کی رحلت)

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

آج (18-11-2018) 9 ربیع الاول کی صبح 95 سال کی عمر میں مشہور داعی اسلام حاجی محمد عبدالوہاب صاحب انتقال فرماگئے۔ حاجی صاحب کرنال (ہریانہ) کے رہنے والے تھے۔ یہ خطہ اترپردیش کے مشہور ضلع سہارن پور کے قریب واقع ہے۔ پیدائش 1923ء میں دہلی میں ہوئی تھی۔ موصوف قبیلہ راؤ راجپوت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ مشہور بزرگ شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ تھے۔ تقسیم سے قبل انہوں نے بطور تحصیلدار فرائض انجام دیے تھے۔ فاضل دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا الیاس کاندھلویؒ کے زمانہ سے ہی دعوت وتبلیغ کی محنت سے جڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی دعوت وتبلیغ کے لیے وقف کردی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو بہت مقبولیت عطا فرمائی تھی۔ پاکستان میں تبلیغی جماعت کے امیر تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اُن کی قبر کو جنت کا باغیچہ بنائے، انہیں جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے، اور ہم سب کو مرنے سے قبل مرنے کی تیاری کرنے والا بنائے۔

ان کی عظیم خدمات عرصہ دراز تک یاد رکھی جائیں گی۔ اس سادہ صفت شخص کی بے شمار خوبیوں کو سالوں سال لکھا، پڑھا اور سنا جائے گا۔ مگر اس موقع پر ہمیں یہ غور وفکر کرنا چاہیے کہ انسان کتنی بھی بلندیوں پر پہنچ جائے اور کتنی بھی کامیابیوں کو حاصل کرلے لیکن ایک دن ایسا ضرور آئے گا کہ اس کی آنکھ دیکھ نہیں سکتی، زبان بول نہیں سکتی، کان سن نہیں سکتے، ہاتھ پیر کام نہیں کرسکتے، غرضیکہ ہر شخص کا دنیاوی سفر ایک دن ختم ہوجائے گا، یعنی اس کو موت آجائے گی۔ پوری کائنات میں سب سے افضل واعلیٰ مخلوق انبیاء کرام کو بھی اس مرحلہ سے گزرنا پڑا ہے۔ موت نام ہے روح کا بدن سے تعلق ختم ہونے کا اور انسان کا دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کرنے کا۔ ترقی یافتہ سائنس بھی روح کو سمجھنے سے قاصر ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں واضح طور پر اعلان فردیا ہے: روح صرف اللہ کا حکم ہے۔ ہمیں بھی ایک روز مرنا ہے اور اپنے خالق، مالک اور رازق کائنات کے سامنے اپنی دنیاوی زندگی کا حساب دینا ہے۔ لہٰذا ہم اس موقع پر یہ عہد وپیمان کریں کہ اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزاریں گے اور جھوٹ، سود و رشوت خوری، دھوکہ دہی، شراب نوشی، عیاشی اور بے حیائی جیسی معاشرہ کی عام برائیوں کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ نیز سچائی، امانت داری، معاملات میں صفائی، تعلیم، عمدہ اخلاق، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر شفقت، پڑوسیوں کا خیال، دوسروں کے حقوق کی ادائیگی اور اپنی ذمہ داریوں کو بحسن خوبی انجام دینا جیسی خوبیوں کو اپنی زندگی میں لاکر اپنے معاشرہ کو خوب سے خوب تر بنائیں گے تاکہ ہم اس دنیاوی زندگی میں بھی سرخ روئی حاصل کریں اور مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی میں ایسی کامیابی وکامرانی حاصل کریں کہ جس کے بعد ناکامی نہیں۔

خالق کائنات اللہ رب العزت نے ہر جاندار کے لئے موت کا وقت اور جگہ متعین کردی ہے اور موت ایسی شی ہے کہ دنیا کا کوئی بھی شخص خواہ وہ کافر یا فاجر حتیٰ کہ دہریہ ہی کیوں نہ ہو، موت کو یقینی مانتا ہے۔ اور اگر کوئی موت پر شک وشبہ بھی کرے تو اسے بے وقوفوں کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ بڑی بڑی مادی طاقتیں اور مشرق سے مغرب تک قائم ساری حکومتیں موت کے سامنے عاجز وبے بس ہوجاتی ہیں۔ موت بندوں کو ہلاک کرنے والی، بچوں کو یتیم کرنے والی، عورتوں کو بیوہ بنانے والی، دنیاوی ظاہری سہاروں کو ختم کرنے والی، دلوں کو تھرانے والی، آنکھوں کو رلانے والی، بستیوں کو اجاڑنے والی، جماعتوں کو منتشر کرنے والی، لذتوں کو ختم کرنے والی، امیدوں پر پانی پھیرنے والی، ظالموں کو جہنم کی وادیوں میں جھلسانے والی اور متقیوں کو جنت کے بالاخانوں تک پہنچانے والی شے ہے۔ موت نہ چھوٹوں پر شفقت کرتی ہے، نہ بڑوں کی تعظیم کرتی ہے، نہ دنیاوی چودھریوں سے ڈرتی ہے، نہ بادشاہوں سے ان کے دربار میں حاضری کی اجازت لیتی ہے۔ جب بھی حکم خداوندی ہوتا ہے تو تمام دنیاوی رکاوٹوں کو چیرتی اور پھاڑتی ہوئی مطلوب کو حاصل کرلیتی ہے۔ موت نہ نیک صالح لوگوں پر رحم کھاتی ہے، نہ ظالموں کو بخشتی ہے۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والوں کو بھی موت اپنے گلے لگالیتی ہے اور گھر بیٹھنے والوں کو بھی موت نہیں چھوڑتی۔ اُخروی ابدی زندگی کو دنیاوی فانی زندگی پر ترجیح دینے والے بھی موت کی آغوش میں سوجاتے ہیں، اور دنیا کے دیوانوں کو بھی موت اپنا لقمہ بنالیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کی متعدد آیات میں موت اور اس کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ جن میں سے چند آیات پیش خدمت ہیں:

''ہر جاندار کو موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے۔ پھر جس کو دوزخ سے بچالیا گیا اور جنت میں داخل کردیا گیا، وہ صحیح معنی میں کامیاب ہوگیا، اور یہ دنیاوی زندگی تو (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔'' (سورۂ آل عمران: 185)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی کامیابی کا معیار بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حال میں ہماری موت آئے کہ ہمارے لئے جہنم سے چھٹکارے اور دخولِ جنت کا فیصلہ ہوچکا ہو..... اس زمین میں جو کوئی ہے، فنا ہونے والا ہے۔ اور (صرف) تمہارے پروردگار کی جلال والی اور فضل وکرم والی ذات باقی رہے گی۔ (سورۂ رحمٰن: 26-27)

''ہر چیز فنا ہونے والی ہے، سوائے اللہ کی ذات کے۔ حکومت اسی کی ہے، اور اُسی کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے۔'' (سورۂ القصص: 88).....

یہی دنیاوی فانی وقتی زندگی اُخروی ابدی زندگی کی تیاری کے لئے پہلا اور آخری موقع ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی پر موت آکھڑی ہوگی تو وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار! مجھے واپس بھیج دیجئے تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں، اس میں جاکر نیک اعمال کروں۔ ہرگز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے، اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ ہے جب تک کہ وہ دوبارہ اٹھائے جائیں۔ (سورۂ المؤمنون: 99-100) لہٰذا ضروری ہے کہ ہم افسوس کرنے یا خون کے آنسو بہانے سے قبل، اس دنیاوی فانی زندگی میں ہی اپنے مولا کو راضی کرنے کی کوشش کریں تاکہ ہماری روح ہمارے بدن سے اس حال میں جدا ہو کہ ہمارا خالق ومالک ورازق ہم سے راضی ہو۔

آج ہم صرف فانی زندگی کے عارضی مقاصد کو سامنے رکھ کر دنیاوی زندگی گزارتے ہیں اور دنیاوی زندگی کے عیش وآرام اور وقتی عزت کے لئے جد وجہد کرتے ہیں، لہٰذا

آیئے دنیا کو دنیا کے پیدا کرنے والے کی ہی زبانی سمجھیں: اور یہ دنیاوی زندگی تو (جنت کے مقابلے میں) دھوکے کے سامان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ (سورۂ آل عمران:185)

الحمدللہ! ہم ابھی بقید حیات ہیں اور موت کا فرشتہ ہماری جان نکالنے کے لئے کب آجائے، معلوم نہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچ امور سے قبل پانچ امور سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بڑھاپا آنے سے قبل جوانی سے، مرنے سے قبل زندگی سے، کام آنے سے قبل خالی وقت سے، غربت آنے سے قبل مال سے، بیماری سے قبل صحت سے...... لہٰذا ہمیں توبہ کر کے نیک اعمال کی طرف سبقت کرنی چاہیے۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (ترمذی)

موت کو یاد کرنے کے چند اسباب یعنی وہ اعمال جن سے موت یاد آتی ہے، یہ ہیں: 1) وقتاً فوقتاً قبرستان جانا۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے تمہیں آخرت یاد رہے گی۔ 2) مُردوں کو غسل دینا یا اُن کے غسل کے وقت حاضر رہنا۔ 3) اگر موقع میسر ہو تو انتقال کرنے والے شخص کے آخری لمحات دیکھنا اور اُن کو کلمہ شہادت کی تلقین کرنا۔ 4) جنازہ میں شرکت کرنا۔ 5) بیماروں اور بوڑھوں سے ملاقات کرنا۔ 6) آندھی، طوفان اور زلزلے کے وقت انسانوں کی کمزوری اور اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت کا اعتراف کرنا۔ 7) پہلی امتوں کے واقعات پڑھنا۔

موت کو کثرت سے یاد کرنے والوں کو اللہ کی جانب سے مذکورہ اعمال کی توفیق ہوتی ہے: 1) گناہوں سے توبہ نصیب ہوتی ہے۔ 2) گناہوں سے حفاظت ہوتی ہے۔ 3) سخت دل نرم ہو جاتا ہے اور وقتاً فوقتاً آنکھوں سے آنسو بہہ جاتے ہیں۔ 4) دل قناعت پسند بن جاتا ہے۔ 5) عبادت میں نشاط پیدا ہوتی ہے۔ 6) بہت ساری دشواریاں آسان ہو جاتی ہیں۔ 7) لمبی لمبی امیدیں اور امنگیں کم ہو جاتی ہے۔ 8) تواضع اور انکساری پیدا ہوتی ہے جس سے انسان دوسروں پر ظلم کرنے اور کبر کرنے سے محفوظ رہتا ہے۔ 9) اخروی زندگی یاد رہتی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مرنے سے قبل مرنے کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمیں دونوں جہاں کی کامیابی و کامرانی سے نوازے، آمین۔

❁❁❁

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے "شعبہ تحقیق اسلامی" (IRTS) کے زیر انتظام ابلاغِ عامہ وافادۂ عام کی ویب سائٹس

- www.tanzeemdigitallibrary.com بانیٔ تنظیم وصدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دروس، خطابات وتصنیفات کا جملہ تحریری مواد یونی کوڈ کے سرچ ایبل فارمیٹ (Unicode searchable format) میں دستیاب ہے۔
- www.giveupriba.com انسدادِ سود کی کوششوں کے ضمن میں جملہ معلومات، تاریخی پس منظر، عدالتی فیصلے، قرآن وسنت کے حوالہ جات، معروف تفاسیر کے اقتباسات اور شرق وغرب کے نامور مفکرین کے اقوال وتحریرات اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔
- www.hafizahmedyar.com پروفیسر حافظ احمد یارؒ (سابق مدرس پنجاب یونیورسٹی وقرآن اکیڈمی لاہور) کا علمی خزانہ، قرآن مجید کی صرفی ونحوی ترکیب، بلاغتِ قرآن وآڈیو تفسیرِ قرآن اس ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔

نوٹ ہفت روزہ ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 44، 2018ء کے صفحہ 15 پر زیرِ عنوان ''حلقہ لاہور غربی'' کی رپورٹ اصل میں ''حلقہ لاہور شرقی'' کی رپورٹ ہے۔ لاہور غربی کی رپورٹ ذیل میں شائع کر رہے ہیں۔ لہٰذا قارئین تصحیح فرمائیں۔

ریاست مدینہ مہم ''حلقہ لاہور غربی''

تعداد مظاہرے/کیمپ/ریلی	10
اہم دینی وسیاسی شخصیات سے ملاقاتیں	188
سیمینار/عوامی پروگرام	2
ایوان اقبال میں سیمینار	1200 شرکاء
شیخوپورہ سیمینار	800 شرکاء
اس کے لیے 300 بینرز اور 5000 ہینڈ بل تقسیم کیے گئے اور شیخوپورہ کے لیے 5000 ہینڈ بلز چھپوائے اور تقسیم کیے گئے۔	
نیز 20 تا 25 فلیکس بنوا کر ہال میں لگائے گئے۔	
موبائل مکتبہ دین پر استحکام پاکستان سیمینار کا فلیکس لگوا کر شہر میں گشت کروایا گیا۔	
مہم کے دوران سوشل میڈیا بھرپور استعمال ہوا اور سیمینار سے متعلق کلپ بنوا کر بھی چلایا گیا۔	
دوسرا سیمینار شیخوپورہ میں 28 اکتوبر کو ہوا ہے۔	
قرآن اکیڈمی جمعہ کا خطاب	1000 شرکاء
مسجد بنت کعبہ	150 شرکاء
مسجد پی بلاک جوہر ٹاؤن	150 شرکاء
مسجد خدیجۃ الکبریٰ	100 شرکاء
مسجد ابراہیم	150 شرکاء
پول ہینگرز	1150
بینرز	700
پلے کارڈز	360
رکشہ فلیکس	680
تقسیم بروشرز	55000
تقسیم ہینڈ بلز	50000
امیر محترم کے خط	1000

❁ ❁ ❁

سالانہ اجتماع کے دوران
ملتزم رفیق محمد یونس بٹ کی رحلت

بٹ صاحب کا ہمیشہ اصرار ہوتا کہ سالانہ اجتماع میں ہی نمازِ جمعہ امیر محترم کی اقتدا میں ادا کی جائے۔ لہٰذا اسی لیے صبح صادق آباد سے ساڑھے آٹھ بجے روانگی ہوئی۔ رحیم یار خان کے ساتھی اپنی الگ سواری پر بہاولپور کے لیے روانہ ہوئے، بٹ صاحب ہشاش بشاش تھے۔ بیماری کے آثار ہرگز نہ تھے ہم رحیم یار خان سے پہنچے تو اجتماع شروع ہو چکا تھا۔ ہماری صادق آباد کے ساتھیوں سے رات کے کھانے پر ملاقات ہوئی۔ صبح نماز کے لیے بیدار ہوئے بٹ صاحب نے بتایا کہ میں رات بھر طبیعت کی خرابی کی وجہ سے سو نہیں سکا۔ سینے میں درد بھی ہے شاید سردی کا اثر ہو گیا ہے۔ لہٰذا میں نماز بستر میں ہی ادا کروں گا۔ نماز کے بعد ہم واپس آئے تو کچھ بے چین دکھائی دیے ہم نے فوری 1122 کو بلایا تو شوگر زیادہ تھی لیکن بلڈ پریشر وغیرہ ٹھیک تھا۔ ہم مطمئن ہو گئے شوگر کی میڈین بھی اُنہوں نے لی لیکن کچھ ہی دیر بعد بے چینی میں اضافہ ہوا۔ ہم نے دوبارہ 1122 کو کال کیا اور اُنہیں فوری ہسپتال منتقل کر دیا۔ نسیم چودھری امیر تنظیم اسلامی صادق آباد کے دیرینہ رفیق عبدالخالق اور ذکاء الرحمٰن بھی ساتھ تھے۔ میں بٹ صاحب کے گھر اطلاع دے چکا تھا کہ اُن کی طبیعت خراب ہے۔ لہٰذا آپ بہاولپور ہسپتال پہنچ جائیں۔ گھر والوں کی تشویش بڑھتی جا رہی تھی۔ بار بار فون کی گھنٹی بجتی، میں اُنہیں تسلی دیتا رہا۔ صبح نو بجے اچانک طبیعت زیادہ بگڑ گئی۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا۔ جس کی وجہ سے دل کام کرنا چھوڑ رہا ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا رہا، بے چینی میں اضافہ ہوتا گیا۔ ہم سب بے بسی کے عالم میں رب کے حضور بٹ صاحب کی زندگی کے لیے دل ہی دل میں دعا گو تھے۔ آخر فیصلے کی گھڑی آن پہنچی۔ ایک اللہ کا بندہ جو دین کی سربلندی کے لیے گھر سے نکلا، اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔

بٹ صاحب کراچی یونیورسٹی سے ایم کام کرنے کے بعد اپنے آبائی شہر صادق آباد لوٹے۔ تنظیم اسلامی کے رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ تنظیم کی دعوت دی، فوراً قبول کر لی۔ تنظیم میں شمولیت کے بعد ناظرہ قرآن پڑھا۔ تین سال تک عربی گرائمر اور ترجمہ کلاس عربی کے پروفیسر سے پڑھتے رہے۔ پھر حفظ کے لیے ایک مدرسے کا رُخ کیا۔ آخری سیپارہ حفظ کر چکے تھے۔ دروس قرآن کی محافل کے لیے اپنے بہت سے وسائل اور وقت خرچ کرتے۔ دور دراز علاقوں میں LCD اور ڈی وی ڈی خرید کر دیتے۔

یہ اعزاز بٹ صاحب کو حاصل ہوا کہ اُس کی نمازِ جنازہ سالانہ اجتماع میں ادا کیا گیا۔ تنظیم کا عوامی اجتماع ہو یا کسی رفیق کا ذاتی معاملہ بٹ صاحب ہمیشہ ہم سے آگے رہے۔ بعض رفقاء تنظیم ایسے بھی تھے جو تنظیم میں شامل تھے لیکن پھر رابطہ نہ رکھا۔ بٹ صاحب اُن سب سے رابطہ رکھتے۔ اُنہیں دعوت دینے کے لیے اُن کے گھر جاتے۔

آج وہ ہم میں نہیں۔ اُن کی نیکیاں اُن کا حسن سلوک اور اُن کا اخلاص اُن کی شہادت کا موجب بنا۔ اللہ ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل ادا کرے۔

Below is the letter of rebuttal sent by Tanzeem-e-Islami in response to an article published on the Al Jazeera English website. The link to the original article is provided at the end.

Al Jazeera English
PO Box 23127
Doha – Qatar

Date: 22 October 2018

Subject: Response to the article "Bowing to far-right pressure, Pakistan removes Ahmadi adviser".

Dear Editor,

Apropos the article, "Bowing to far-right pressure, Pakistan removes Ahmadi adviser", written by Asad Hashim and published on your website on 7 September 2018, we would like to provide factual evidence in order to set the record straight.

The article in question starts by quoting:

> *"Pakistan's government has asked a leading academic to step down as an economic adviser, the ruling Pakistan Tehreek-e-Insaf party (PTI) has announced after far-right groups objected to his appointment based on his faith.*
>
> *Atif Mian, an economist who belongs to the Ahmadiyya sect of Islam, had been appointed to the Economic Advisory Council (EAC) last week and has now agreed to resign, PTI senator Faisal Javed Khan announced on Friday."*

Asad Hashim's article mainly focuses on the following narrative:

> *"The Ahmadiyya, a minority Muslim sect, has long been persecuted by Pakistani authorities…"*

The observations made in the said article are not true and based on a fabricated narrative of the Ahmadiyya community (a.k.a. Qadianis, Lahori Group).

Religious scholars of Pakistan may not be in a position to make decisions of the state, but they certainly play the role of watchdogs and point out any flaws in decisions made by the government that are in violation of the Constitution of Pakistan and agreed upon principles of Islam.

The founder of Ahmadiyya community (a.k.a. Qadianis, Lahori Group), Mirza Ghulam Ahmad Qadiani, was born in 1839 and died on the 26th of May 1908. He claimed, among other things, to be a "Prophet of God".

Even a Muslim layman knows that Prophet Muhammad *(Peace be upon him)* is the Last and Final Prophet and Messenger of Allah *(SWT)*, ordained clearly in verse 40 of the chapter 30 *(Surah Al-Ahzab)* of the Qur'an, which states, "Muhammad is not the father of [any] one of your men, but [he is] the Messenger of Allah and last of the prophets. And ever is Allah, of all things, Knowing."

On the contrary, the Ahmadiyya community (a.k.a. Qadianis, Lahori Group) insists that it is **obligatory** to believe in Mirza Ghulam Ahmad Qadiani as a "Prophet" and "Messenger" of God, which logically follows that whosoever does not have faith in him as a "Prophet" and "Messenger" of God is a non-Muslim. This alone renders the approximately 1.4 billion Muslims in the world who believe that there can be no Prophet of God after Prophet Muhammad *(Peace be upon him)* as "non-Muslims".

From a legal Perspective, the issue has been done and dusted since 1973, when the current constitution

of the Islamic Republic of Pakistan was unanimously ratified by the legislative assembly.

The 2nd Amendment Act in the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan (promulgated on September 7, 1974) clearly states:

> **"A person who does not believe in the absolute and unqualified finality of The Prophethood of Muhammad (Peace be upon him), the last of the Prophets or claims to be a Prophet, in any sense of the word or of any description whatsoever, after Muhammad (Peace be upon him), or recognizes such a claimant as a Prophet or religious reformer, is not a Muslim for the purposes of the Constitution or law."**

It must be noted that in 1973, after extensive debates lasting 21 parliamentary days, the entire national assembly of Pakistan voted unanimously declaring the Ahmadiyya community (a.k.a. Qadianis, Lahori Group) to be a non-Muslim minority.

Furthermore, there are various other articles in the same constitution, laws in the penal code as well as numerous judgments passed by the apex courts that condone what is written regarding the status of the Ahmadiyya community (a.k.a. Qadianis, Lahori Group) in the Constitution of Pakistan as well as what we have tried to elaborated above.

Historically speaking, since independence in 1947, the nation has experienced on various occasions that members of the Ahmadiyya community (a.k.a. Qadianis, Lahori Group), who universally masquerade themselves as Muslims instead of being part of a non-Muslim community, have caused damage to the national interest of the country whenever given a powerful post in the government. That has not been the case with other non-Muslim minorities, such as Hindus, Christians, Sikhs, etcetera, who have always duly performed their national responsibilities with commitment and honor. In the case of *Atif Mian*, the appointment was unconstitutional as he did not declare himself to be a member of the minority community, rather insisted that he was a Muslim. This paragraph alone is sufficient to answer and negate the entire argument built by the writer, *Asad Hashim*, throughout his article.

Tanzeem-e-Islami issued press releases addressing the matter on 4, 7 and 14 September 2018, which can be viewed at the website http://www.tanzeem.org/. The precise links are given below:

1- http://204.12.241.218/videos/tanzeem/videos/BOOKS/PRESS_RELEASE/PR_2018-09-04.pdf
2- http://204.12.241.218/videos/tanzeem/videos/BOOKS/PRESS_RELEASE/PR_2018-09-07.pdf
3- http://204.12.241.218/videos/tanzeem/videos/BOOKS/PRESS_RELEASE/PR_2018-09-14.pdf

In conclusion, we would insist upon a news organization with your repute to verify all facts before publishing a story or an op-ed to maintain responsible freedom of speech.

Best Regards,

Ayub Baig Mirza
Central Nazim of Press and Publications Section
Tanzeem-e-Islami, Pakistan
Address: 36-K, Model Town, Lahore, Pakistan.
Email: media@tanzeem.org
Phone: +92 (42) 35869501-03

==

Editor's Note: Link of original article, ***https://www.aljazeera.com/news/2018/09/bowing-pressure-pakistan-government-removes-advisor-180907070249956.html***

Vol: 27 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.47

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

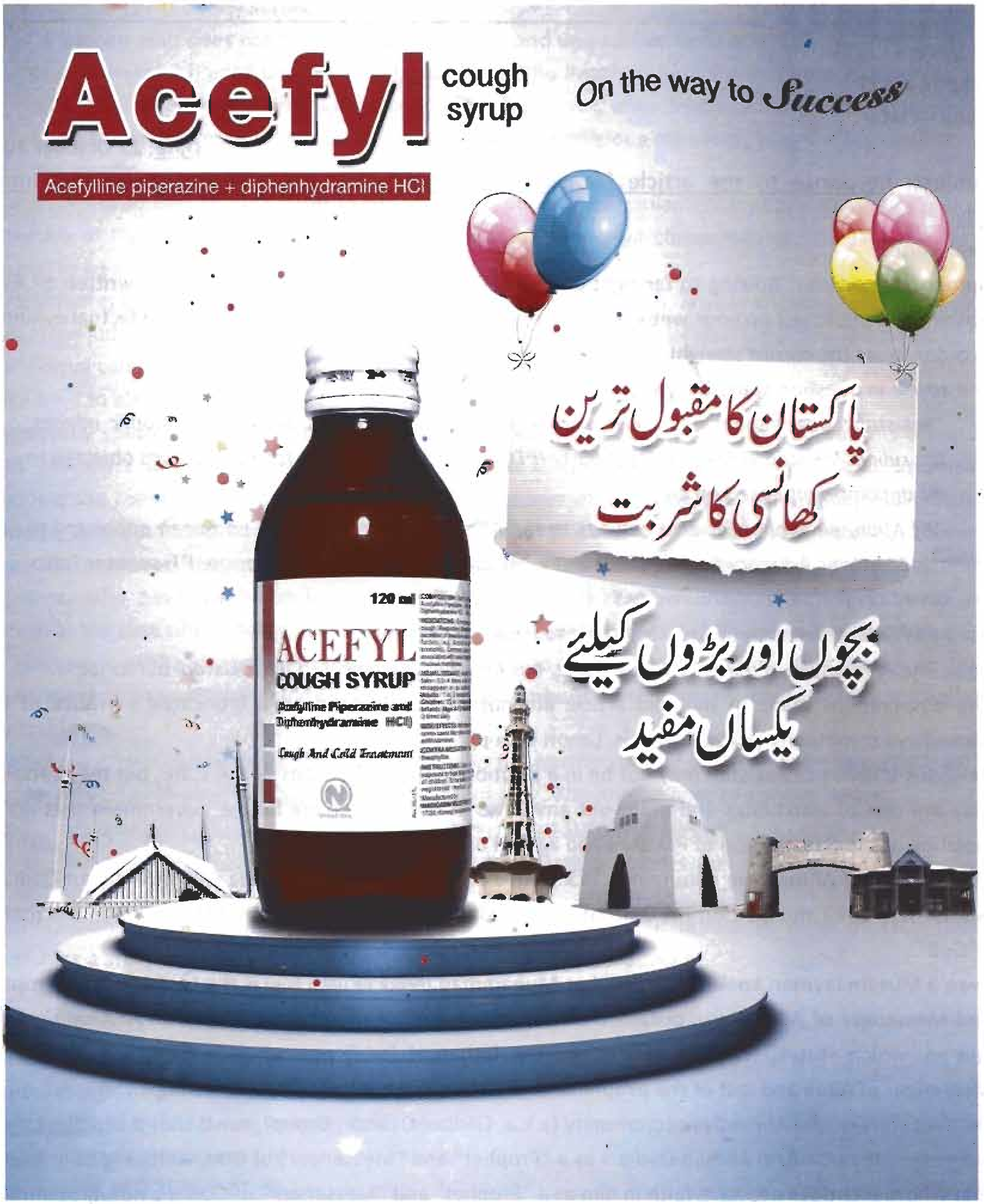

PHARMA

NABIQASIM INDUSTRIES (PVT) LTD
5th Floor, Commerce Centre, Hasrat Mohani Road, Karachi-Pakistan
Email: info@nabiqasim.com website: www.nabiqasim.com UAN 111-742-762

your Health our Devotion